BRIDAL GIFT

SUCCESSFUL WOMAN

(The Best Gift for a Happy Married Life)

کامیاب عورت

خوشگوار شادی شدہ زندگی کے لیے بہترین تحفہ

کامیاب بیٹی

کامیاب بیوی

کامیاب بہن

اِزدواجی زندگی

رشتے نبھانا

کامیاب ساس

کامیاب ماں

چند بری خصلتیں

کامیاب بہو

شرم وحیاء اور حجاب

میک اپ

خواتین کی فقہ

اہم وظائف

سوشل میڈیا

حقوقِ نسواں

تصنیف:
عبدالستار منہاجینؔ

Successful Woman

(The Best Gift for a Happy Married Life)

کامیاب عورت

(خوشگوار شادی شدہ زندگی کے لیے بہترین تحفہ)

تصنیف: عبد الستار منہاجین

بکس پیلس پبلشرز

اُردو بازار، لاہور
0327-181 7794

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں۔

تصنیف : عبد الستار منہاجین

پبلشر : بکس پیلس پبلشرز، اُردو بازار لاہور

مطبع : منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور

اِشاعت نمبر 1 : 19 فروری 2026ء [1,100–پاکستان]

قیمت : -/1,600 روپے

ہول سیل ڈسٹری بیوٹرز

منہاج القرآن پبلی کیشنز، 365–ایم ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 0322–438 4066

منہاج القرآن پبلی کیشنز، چیٹرجی روڈ، اُردو بازار لاہور۔ 0335–219 9191

ISBN: 978-1-917491-42-6

www.KamyabZindagi.com
Facebook, Insta: KamyabZindagiBook
Linkedin: Minhajian

اَبواب

فہرست 5

باب نمبر1: عورت بھی انسان ہے۔ 33

باب نمبر2: عورت کے مختلف رُوپ 77

باب نمبر3: شرم وحیاء اور حجاب 145

باب نمبر4: شادی شدہ زندگی 177

باب نمبر5: سسرالی رشتے 221

باب نمبر6: رشتے نبھانا 251

باب نمبر7: چند بری خصلتیں 265

باب نمبر8: سوشل میڈیا اور گھریلو زندگی 281

باب نمبر9: خواتین کی فقہ 287

باب نمبر10: بننا سنورنا / میک اَپ 307

باب نمبر11: چند اہم وظائف 341

فہرست

☆عرضِ مصنف 29

☆مقصدِ کتاب 31

باب نمبر1: عورت بھی اِنسان ہے۔ 33

1. عورت ہم سب کی ماں ہے۔ 34

2. نیک عورت دُنیا کی بہترین متاع ہے۔ 34

3. اِسلام سے قبل عورت کا مقام 35

1)عورت یہودیت میں 36

2)عورت مسیحیت میں 38

3)عورت ہندومت میں 39

4)عورت عرب دورِ جاہلیت میں 40

5)عورت یونانی تہذیب میں 42

6)عورت رُومی تہذیب میں 42

7)عورت ایرانی تہذیب میں 43

4. جدید مغربی معاشروں میں عورت کے حقوق 44

5. اِسلام میں عورت کے حقوق 46

1)عورت کو جینے کا حق 49

2)عورت کو تعلیم کا حق 49
3)عورت کو عزت و عِصمت کا حق 50
4)عورت کو پسند سے نکاح کا حق 51
5)بیوہ اور مطلقہ کو دُوسرے نکاح کا حق 51
6)مہر میں ملنے والی رقم / جائیداد وغیرہ کے اِستعمال کا حق 51
7)عورت کو وراثت کا حق 52
8)عورت کو جائیداد کا حق 52
9)عورت کو کاروبار کا حق 53
10)عورت کو رائے دہی کا حق 54
11)قانونی چارہ جوئی کا حق 55
6. حقوقِ نسواں بارے چند غلط فہمیاں 56
لومڑی اور گدھے کی مثال 57
1)اِسلام عورت کو گھر میں قید کرتا ہے؟ 58
2)اِسلام میں مردوں کے لیے چار شادیاں کیوں؟ 60
دینی و تاریخی سیاق 60
تعدّدِ اِزدواج کی حکمت 61
عدل کی شرط: اِجازت کی بنیاد 61
بیوہ اور مطلقہ خواتین کا سماجی مقام 62
نومسلم کا بصیرت افروز جواب 62
3)عورتیں چار شادیاں کیوں نہ کریں؟ 63
فطری حقیقت کی ایک حکیمانہ جھلک 64

4)طلاق کا حق صرف مرد کے پاس کیوں؟ 65
5) کیا عورت پوری اِنسان نہیں؟ وراثت میں بہن کا حصہ بھائی سے نصف کیوں؟ 65
6) کیا عورت پوری اِنسان نہیں؟ عورت کی گواہی مرد سے آدھی کیوں؟ 67
7) کیا عورت اِس لیے کمتر ہے کہ وہ ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے؟ 68
7. فیمنزم(Feminism): حقیقت، پس منظر اور مسلمان عورت 70
1)فیمنزم کیا ہے؟ 70
2)فیمنزم کا تاریخی پس منظر 71
3) مسلمان معاشرے فیمنزم سے کیوں متاثر ہو رہے ہیں؟ 71
اوّل: اسلامی تعلیمات سے عملی دُوری 71
دُوم: ثقافتی جبر کو اِسلام سمجھ لینا 71
سوم: میڈیا اور سوشل بیانئے کا دباؤ 72
چہارم: مردوں کا غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل 72
4)فیمنزم اور اِسلام: بنیادی فرق 73
5)نوجوان خواتین کو فیمنزم سے متاثر ہونے سے کیسے بچایا جائے؟ 73
اوّل: اِسلامی شناخت اور خود آگاہی کی مضبوطی 73
دُوم: حقوق کے ساتھ فرائض کی تعلیم دی جائے۔ 74
سوم: کردار سازی اور اَخلاقی تربیت کو اوّلیت دی جائے۔ 74
چہارم: جبر کی بجائے مکالمے کو فروغ دیا جائے۔ 74
پنجم: میڈیا لٹریسی اور تنقیدی شعور پیدا کیا جائے۔ 74
ششم: مردوں کے رویّوں کی اِصلاح بھی لازم ہے۔ 75

باب نمبر 2: عورت کے مختلف رُوپ 77

کامیاب بیٹی 78
1. والدین سے اَدب و محبت کے ساتھ پیش آئیں۔ 79
2. والدین کی خدمت واِطاعت کریں۔ 80
3. والدین کی خوشی کو پہلی ترجیح دیں۔ 81
4. گھر داری سیکھیں۔ 82
5. ماں سے دوستی لگائیں۔ 82
6. اچھی بیٹی رازداری نبھاتی ہے۔ 83
7. نادان و نافرمان بیٹی بننے سے بچیں۔ 83
8. اپنی اور والدین کی عزت کی حفاظت کریں۔ 84
9. سکول و کالج میں والدین کا بھروسا بنیں۔ 84
10. والدین آزادی دیں تو غلط اِستعمال نہ ہو۔ 85
11. سسرال میں والدین کی تربیت کا اِظہار کریں۔ 86
12. بڑھاپے میں حُسنِ سلوک کریں۔ 87
13. سوتیلے ماں باپ کے ساتھ حُسنِ سلوک کریں۔ 88
کامیاب بہن 89
1. بڑی بہن دُوسری ماں ہوتی ہے۔ 90
2. چھوٹے بہن بھائیوں سے تعلق 90
3. بڑے بہن بھائیوں سے تعلق 91
4. سوتیلے بہن بھائیوں سے تعلق 91
5. کزنوں سے تعلق 91

کامیاب بیوی 92
1. بیٹی کا گھر بسانے میں ماں کا کردار 93
2. مائیں بیٹی کی کونسلنگ کریں۔ 93
3. مائیں بیٹی کے ہر معاملے میں دخل اندازی نہ کریں۔ 94
4. بہترین گھر... بدترین گھر 95
5. معمول کے کاموں کو بھی ایک ماہر ہنر مند کی طرح سرانجام دیں۔ 95
6. شوہر کے دل میں جگہ بنانے کو پہلی ترجیح دیں۔ 96
7. شوہر کی مزاج شناسی کیوں ضروری ہے؟ 97
8. شوہر کے مشاغل میں دلچسپی لیں۔ 98
9. شوہر کی پسند کا کھانا بنائیں۔ 98
10. شوہر کے ساتھ باہر جائیں۔ 98
11. میاں بیوی ایک دُوسرے کے لیے باعث سکون بنیں۔ 99
12. شوہر کا شکریہ ادا کریں۔ 99
13. شوہر کے ساتھ مثبت رویّہ اپنائیں۔ 100
14. نرمی سے بات کی عادت اپنائیں۔ 100
15. بچے کی پیدائش کے بعد شوہر سے غافل نہ ہوں۔ 101
16. موازنہ کرنے سے اِجتناب کریں۔ 101
17. محبت اپنی جگہ اور ذمہ داری اپنی جگہ 102
18. شوہر کو کبھی حقیر نہ جانیں۔ 102
19. ہر وقت پیسوں کا رونا مت روئیں۔ 103
20. مشکل وقت میں اِستقامت دکھائیں۔ 103

21. کامیاب عورت کبھی فضول خرچ نہیں ہوتی۔ 103
22. شوہر کے گھر اور عزت کی حفاظت کریں۔ 104
23. شوہر کو اُس کے رشتہ داروں سے دُور نہ کریں۔ 104
24. شوہر کے خاندان کو اپنا خاندان بنائیں۔ 105
25. شوہر کے والدین کی دل سے عزت کریں۔ 106
26. شوہر کی روانگی اور واپسی پر کیا کریں؟ 106
27. شوہر کے لیے بناؤ سنگھار اور اُس کی دِلجوئی میں غفلت نہ کریں۔ 107
28. شوہر کے جذبات کی قدر کریں۔ 107
29. شوہر کو اپنی ذات کے لیے بھی کچھ وقت دیں۔ 108
30. جہاں تک ممکن ہو شکایت نہ کریں۔ 108
31. ضد اور زبان درازی سے باز رہیں۔ 108
32. شوہر پہ نکتہ چینی نہ کریں۔ 109
33. ناراضگی کے باوجود اچھا برتاؤ کریں۔ 109
34. اپنی کسی عادت کو ضد نہ بنائیں۔ 110
35. شوہر کے غصہ کے وقت کیا کریں؟ 110
36. شوہر کے بلاوجہ غصہ کرنے پر کیسا ردِ عمل ہونا چاہیے؟ 111
37. غصہ کے ردِ عمل میں غصہ کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ 111
38. شوہر اللہ کی نافرمانی کرے تو کیا کریں؟ 111
39. شوہر کا کسی سے ناجائز تعلق ہو تو کیا کریں؟ 112
40. اِمام غزالیؒ کی دُلہن کے لیے نصیحت 112
ناکام بیوی کی چند اہم غلطیاں 113

1. نافرمان عورت 114
2. ضد کر کے ہر بات منوانے والی عورت 115
3. حکم چلانے والی عورت 116
4. زبان درازی کرنے والی عورت 117
5. مشورے دینے والی عورت 117
6. شوہر کو کم آمدن کا طعنہ دینے والی عورت 117
7. اپنی کمائی کا رُعب جمانے والی عورت 118
8. باپ اور بھائیوں سے مالی اِمداد لینے والی عورت 118
کامیاب ماں 118
1. بچوں کی اچھی تربیت سب سے قیمتی تحفہ ہے۔ 119
2. کامیاب زندگی کے لیے بچوں کو آدابِ زندگی سکھائیں۔ 119
3. بچوں کی دینی و دنیاوی تعلیم میں توازن پیدا کریں۔ 120
4. بچوں کی دینی تربیت کو اہمیت دیں۔ 120
5. اَولاد کی تربیت کا صلہ 121
6. بچوں کی نظر میں اُن کے باپ کی شخصیت کو آئیڈیل بنائیں۔ 122
7. بچوں کے ساتھ پیار سے پیش آئیں۔ 123
8. بچوں کے ساتھ نرمی سے بات کریں۔ 124
9. بچوں کو جھوٹ کی عادت سے بچائیں۔ 124
10. بچوں کو اُن کے زمانے کے مطابق تعلیم و تربیت دیں۔ 125
11. بچوں کے دل میں اسکول کے خوف کی بجائے شوق پیدا کریں۔ 125
12. بچوں سے کبھی مایوس نہ ہوں۔ 126

13. بچوں کا موازنہ کرنے سے اِجتناب کریں۔ 126
14. عدل واِنصاف کا دامن نہ چھوڑیں۔ 127
15. اَولاد میں برابری والا سلوک کریں۔ 127
16. بچوں کے سامنے ناپسندیدہ تبصرے نہ کریں۔ 128
17. بچوں کے لیے اچھی صحبت کا اِہتمام کریں۔ 128
18. جسمانی سرگرمیوں کا اِہتمام کریں۔ 129
19. بیٹی کی خصوصی تربیت کریں۔ 129
20. یتیم بچوں کی پرورش کا صلہ 130
21. بچوں کو معافی مانگنا سکھائیں۔ 131
22. زندگی کے مختلف مراحل میں اَولاد کی پرورش 131
1) قبل از وِلادت پرورش 132
2) نَومولُود کی پرورش 133
3) نونہال / شِیر خوار کی پرورش 134
4) نوعمری / بچپن میں پرورش 135
5) لڑکپن میں پرورش 136
6) نوبالغ کی پرورش 137
7) نوجوان کی پرورش 138
23. بچوں کو بے حیائی سے بچائیں۔ 139
24. بچوں کی جنسی تربیت کیسے کریں؟ 140
1) دوسال سے چھوٹے بچوں کے لیے 140
2) دو سے چھ سال کے بچوں کے لیے 141

3)سات سے دس سال کی لڑکیوں کے لیے 142
4)سات سے دس سال کے لڑکوں کے لیے 143
5)گیارہ سے پندرہ سال کی لڑکیوں کے لیے 143
6)گیارہ سے پندرہ سال کے لڑکوں کے لیے 144

باب نمبر3: شرم وحیاء اور حجاب 145

1. شرم وحیاء کے خود ساختہ تصورات چھوڑ دیں۔ 150
2. مَحرم اور نامَحرم رشتے کون سے ہوتے ہیں؟ 153
1)نسب کی بناء پر مَحرم قرار پانے والے رشتے: 153
2)رضاعت کی بناء پر مَحرم قرار پانے والے رشتے: 153
3)شادی کی بناء پر مَحرم قرار پانے والے رشتے: 153
3. حجاب کی پابندی اپنانے میں اپنا فائدہ ہے۔ 154
4. ستر پوشی پہ کاربند رہیں۔ 156
5. بد نظری کے فتنے سے بچیں اور بچائیں۔ 157
6. مخلوط معاشرہ بہت بڑی آزمائش ہے۔ 158
7. تنہائی میں ملاقاتیں شیطان کی چال ہیں۔ 160
8. ہم جنس پرستی قومِ لوط پر عذاب کا باعث بنی۔ 161
9. خود لذّتی جسمانی وروحانی تباہی کا باعث بنتی ہے۔ 162
10. بچہ کب بالغ ہوتا ہے؟ 163
11. حیاء کے لیے دستک کی عادت اپنائیں۔ 164
12. نامحرم مردوں سے ضرورت سے زائد بات چیت ناجائز ہے۔ 166
13. کیا نامحرم کا جھوٹا کھا سکتے ہیں؟ 166

14. خواتین کا گھر سے باہر جانا کن صورتوں میں جائز ہے؟ 167
1) خواتین کا بازار جانا جائز ہے؟ 167
2) خواتین کا ڈاکٹر کے ہاں جانا جائز ہے؟ 167
3) خواتین کا مسجد جانا جائز ہے؟ 168
4) خواتین کا قبرستان جانا جائز ہے؟ 169
5) خواتین کا جاب پر جانا جائز ہے؟ 170
6) خواتین کا جم جانا جائز ہے؟ 173
7) خواتین کا تیراکی کرنا جائز ہے؟ 174
8) خواتین کا سکوٹر / موٹر سائیکل چلانا جائز ہے؟ 174
9) خواتین کا اکیلے سفر کرنا جائز ہے؟ 175

باب نمبر 4: شادی شدہ زندگی 177

1. شادی کو ناکام ہونے سے کیسے بچائیں؟ 178
شوہر کی ذمہ داری 178
بیوی کی ذمہ داری 179
2. شادی کو کامیاب کیسے بنائیں؟ 179
3. نسب کی اہمیت 180
4. شادی کیوں کی جائے؟ 182
5. نکاح کیوں ضروری ہے؟ 183
6. نکاح کے تین اہم مقاصد ہیں۔ 184
7. نکاح کے بے شمار فوائد ہیں۔ 185
8. شادی کب کی جائے؟ 186

9. شادی کس کے ساتھ کی جائے؟ 187
10. پسند کی شادی کیسے کی جائے؟ 187
11. اِسلام میں جبری شادی کی منع ہے۔ 188
12. کنواری لڑکی ولی کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی۔ 190
13. منگنی کیوں اور کیسے؟ 190
14. منگنی سے شادی تک کا دَور 191
15. نکاح کا طریقہ...اِیجاب و قبول 192
16. نکاح کی تین شرائط ہیں۔ 192
17. خاموشی ہی رضامندی ہے؟ 193
18. تحریری نکاح نامہ کی شرعی حیثیت؟ 194
19. نکاح فارم پر درج عبارات کی قانونی حیثیت 194
نکاح نامہ 194
20. پاکستانی نکاح نامہ کے اہم کالمز (شرائط و تفصیلات) 195
i. بنیادی تفصیلات 195
ii. حق مہر اور اضافی شرائط 197
iii. اختتامی تفصیلات 199
21. شادی کے دوران کون سی رسمیں جائز ہیں؟ 199
1) نکاح کو آسان بنائیں۔ 199
2) اعلیٰ تعلیم اور لڑکی کی شادی کی عمر...ایک المیہ 201
3) برابر کا جوڑ...کفو کیا ہے؟ 202
4) ڈھولکی بجائیں یا نہیں؟ 203

5)حق مہر کیوں اور کتنا ہو؟ 203
6)جہیز دیں یا نہ دیں؟ 204
7)زیور اور بری کی نمائش نہ کریں۔ 204
8)رخصتی کی دعائیں 204
9)ولیمہ کرنا سنت ہے۔ 205
22. شادی کے بعد 205
23. ایک سے زیادہ شادیاں 207
24. طلاق کیوں ہوتی ہے؟ 208
25. طلاق سے کیسے بچیں؟ 209
طلاق کا بہترین طریقہ 210
جبری طلاق سے کیسے بچیں؟ 210
26. حمل کے مسائل 210
27. وِلادت 211
28. زچگی کے بعد طبی اِحتیاطیں 213
29. عقیقہ 213
30. ختنہ کیوں کرتے ہیں؟ 214
31. رضاعت کیا اور کیوں؟ 215
32. عدّت کیا اور کیوں؟ 215
33. خاندانی منصوبہ بندی کن صورتوں میں جائز ہے؟ 216
34. چار ماہ (120 دن) سے پہلے اِسقاطِ حمل جائز ہے۔ 217
35. ٹیسٹ ٹیوب بے بی کن صورتوں میں جائز ہے؟ 218

باب نمبر5: سسرالی رشتے 221

سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک 222
1. شوہر کے دل میں جگہ بنائیں۔ 222
2. ساس کو اپنی ماں کا رتبہ دیں۔ 223
1)ساس کے ساتھ متوازن حکمتِ عملی اپنائیں۔ 224
2)ساس کی تائید کرکے اُسے خوش کریں۔ 224
3)ساس کی سوچ کو سمجھیں۔ 225
4)ساس کی ڈانٹ پر رونے کی بجائے فوری معذرت کریں۔ 225
5)ساس اور شوہر کی ملاقات میں خلل نہ ڈالیں۔ 226
6)ساس کی اِجازت کے بغیر میکے نہ جائیں۔ 226
7)شوہر کی آمد سے قبل تیار رہیں۔ 226
8)ساس کی پرائیویسی میں خلل نہ ڈالیں۔ 227
9)ساس کا راز ہمیشہ راز رکھیں۔ 227
10)ساس کے اِحترام میں اِخلاص اور مستقل مزاجی پیدا کریں۔ 227
11)دعا، صبر اور حسنِ نیت کو اپنا مستقل شعار بنائیں۔ 228
12)کامیاب بہو کی اِحتیاط 228
3. سُسر کو اپنے والد کا رتبہ دیں۔ 228
1)مکمل ادب اور اِحترام کو مقدّم رکھیں۔ 229
2)شرعی حدود کا خاص خیال رکھیں۔ 229
3)گفتگو مختصر، بامقصد اور باوقار رکھیں۔ 229
4)سسر کی شفقت کو منفی اِستعمال نہ کریں۔ 229

5)خدمت اور تعاوُن میں پیش قدم رہیں۔ 230
6)فیصلوں میں سسر کے وقار کو ملحوظ رکھیں۔ 230
7)سسر کی عزت کو اپنی عزت سمجھیں۔ 230
8)رازدار اور امین بنیں۔ 230
9)دُعا اور خیر خواہی کو بنیاد بنائیں۔ 230
10)ساس اور سسر کے معاملے میں ہمیشہ محتاط رہیں۔ 230
4. نند کو اپنی دوست بنائیں۔ 231
1)نند کو بہن سمجھنے کا عملی ثبوت دیں۔ 231
2)غیر ضروری مقابلہ اور حسد سے اِجتناب کریں۔ 231
3)شکایت بازی اور مخبری سے دُور رہیں۔ 232
4)گفتگو میں نرمی اور حدِ ادب ملحوظ رکھیں۔ 232
5)نجی معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ 232
6)نند کی رائے اور اِحساسات کا اِحترام کریں۔ 233
7)اچھے مواقع پر پیش قدمی کریں۔ 233
8)نند کو شوہر اور ساس کے درمیان فریق نہ بنائیں۔ 233
9)صبر اور برداشت کو اپنا زیور بنائیں۔ 233
5. دیورانی / جٹھانی کے ساتھ برتاؤ 234
1)باہمی اِحترام سے پیش آئیں۔ 234
2)مشترکہ ذمہ داریاں نبھائیں۔ 234
3)شکایات سے گریز کریں۔ 235
4)اِعتراف اور حوصلہ افزائی سے کام لیں۔ 235

5)صبر وبرداشت کا دامن کبھی نہ چھوڑیں۔ 235
6)بچوں سے شفقت اور خاندانی تقریبات میں ساتھ 235
6. دیور / جیٹھ کے ساتھ برتاؤ 236
1)شرعی اور اَخلاقی حدود کی مکمل پاسداری کریں۔ 236
2)عزت واِحترام کے ساتھ رسمی تعلق رکھیں۔ 236
3)شوہر اور ساس کو نظر انداز کر کے براہِ راست معاملات نہ کریں۔ 236
4)نجی مسائل اور جذباتی گفتگو سے اِجتناب کریں۔ 236
5)رویّے میں یکسانیت اور شفافیت رکھیں۔ 237
7. بھابھی کے ساتھ برتاؤ 237
1)بھابھی کو مقابل نہیں، خاندان کا حصّہ سمجھیں۔ 237
2)باتوں کو بڑھانے کی بجائے سُلجھانے کا ذریعہ بنیں۔ 237
3)بھابھی کی عزت کو اپنے خاندان کی عزت سمجھیں۔ 238
4)معاملات میں غیر ضروری مداخلت سے گریز کریں۔ 238
5)خیر خواہی کو حسد پر غالب رکھیں۔ 238
8. بہو کو اپنی بیٹی سمجھیں۔ 238
1)قرآن مجید سے مدد لیں۔ 239
2)شادی کے بعد بیٹوں کو ایک ساتھ نہ رکھیں۔ 239
3)حسن اَخلاق سے اپنی خدمت کروائیں۔ 241
4)بیٹے اور بہو کے ہر معاملے میں مداخلت نہ کریں۔ 241
5)بہو سے بدگمان نہ ہوں۔ 242
6)بہو کی برائی بیٹے سے اور داماد کی برائی بیٹی سے کبھی نہ کریں۔ 242

7)بہو اور داماد کی طرفداری کر کے معاملات سُلجھائیں۔ 243
8)اللہ اُنہیں معاف کرتا ہے جو دوسروں کو معاف کرتے ہیں۔ 243
9)بہو کو نئے ماحول میں رچ بس جانے کی مہلت دیں۔ 244
10)برائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کریں۔ 244
11)کامیاب ساس کی اِحتیاط 245
9. سوکن کو کیسے برداشت کریں؟ 245
10. سوتیلی اولاد کو اپنی اولاد سمجھیں۔ 247
11. یتیم بچوں کی پرورش کیسے کریں؟ 248

باب نمبر6: رشتے نبھانا 251

1. رشتے نبھانے سے کیا مراد ہے؟ 252
2. رشتے کیوں نبھائیں؟ 253
3. رشتے کیسے نبھائیں؟ 253
4. اپنے رشتوں کی قدر کیجئے۔ 255
5. رشتے نبھانے کے لیے شرطیں نہیں باندھی جاتیں۔ 255
6. رشتے نبھانے کے لیے قربانی دینا پڑتی ہے۔ 256
7. رشتے نبھانے کی برکتیں 256
8. ناراض رشتہ داروں میں صلح کروانے کا اجر 257
9. مفلسی میں رشتے نبھانا 258
10. یتیموں اور بیواؤں کی مالی اِمداد 259
11. قطع رحمی کیا ہے؟ 260
12. رشتے توڑنے کی سزا 260

12. قطع رحمی کی جڑ... غیبت اور بدزبانی 262
13. صلہ رحمی کے لیے معاون اُمور 262

باب نمبر7: چند بری خصلتیں 265

1. جذباتی ردِ عمل سے بچیں۔ 266
2. غیبت سے کلیّتاً اِجتناب کریں۔ 266
3. بہتان لگانے سے باز رہیں۔ 267
4. حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ 268
5. بدگمانی تعلقات خراب کر دیتی ہے۔ 268
6. شیطانی سچ سے اِجتناب کریں۔ 269
7. نکتہ چینی و عیب جوئی بری عادت ہے۔ 269
8. ملامت اور طعنہ زنی سے اِجتناب کریں۔ 270
9. چرب زبانی بہت بڑی آزمائش ہے۔ 270
10. بے جا بحث و تکرار سے رشتے خراب ہو جاتے ہیں۔ 271
11. چیخنے چلّانے اور واویلا کرنے سے باز رہیں۔ 271
12. فتنہ و فساد سے باز رہیں۔ 272
13. بُغض اور اِنتقامی کارروائی سے بچیں۔ 272
14. زبردستی اپنی مرضی مسلط نہ کریں۔ 273
15. نمود و نمائش سے بچیں۔ 273
16. تعریف پسندی کی خواہش نفس کو گمراہ کرتی ہے۔ 274
17. خود غرض نہ بنیں۔ 274
18. غرور و تکبر سے بچیں۔ 274

19. سُستی و کاہلی کامیابی کی دشمن ہے۔ 275
20. وقت ضائع نہ کریں۔ 275
21. وسائل کے ضیاع سے بچیں۔ 277
22. فضول خرچی نہ کریں۔ 277
23. بے صبری و جلد بازی سے باز رہیں۔ 278
24. اُدھار لیں تو بروقت واپس کریں۔ 278
25. ناشکری سے بچیں۔ 279

باب نمبر8: سوشل میڈیا اور گھریلو زندگی 281

1. سوشل میڈیا کے اِستعمال کا مقصد 282
2. اسکرین ٹائم کو محدود رکھیں۔ 283
3. پردہ اور حیا کے تقاضے 283
4. غیر مَحرم سے روابط نہ رکھیں۔ 284
5. گھریلو رازداری (Privacy) کا خیال رکھیں۔ 284
6. نظرِ بد اور حسد سے بچیں۔ 284
7. موازنہ کی بیماری سے بچیں۔ 285
8. ڈیجیٹل فاسٹنگ (Digital Detox) مددگار ہو سکتی ہے۔ 285
9. بلا تحقیق کسی خبر کو سچ نہ جانیں۔ 285
10. بچوں کی تربیت اور موبائل 286

باب نمبر9: خواتین کی فقہ 287

1. جسمانی پاکیزگی 288

2. جسمانی نجاستیں 289
نجاستِ حقیقی کی اَقسام 290
نجاستِ حکمی کی اَقسام 290
3. اِستنجاء 291
4. عوارضِ نسوانی 291
حیض 292
نِفاس 292
اِس دوران کون سے اُمور ممنوع ہیں؟ 292
اس دوران پائے جانے والے عام توہمات 293
طبی نقطۂ نظر سے اِحتیاطی تدابیر 294
1) صفائی اور ذاتی حفظانِ صحت کا خیال رکھیں۔ 294
2) مناسب آرام اور نیند پوری کریں۔ 294
3) متوازن غذا کا اِہتمام کریں۔ 294
4) پانی اور مشروبات کا مناسب اِستعمال کریں۔ 295
5) ہلکی پھلکی جسمانی حرکت ضروری ہے۔ 295
6) درد اور تکلیف کا محتاط علاج کریں۔ 295
7) ذہنی سکون کے لیے جذباتی توازُن اِختیار کریں۔ 295
8) غیر معمولی علامات پر فوری توجہ دیں۔ 296
اِستحاضہ 296
5. خواتین کی عبادات 296
خواتین کی نماز مردوں سے کس طرح مختلف ہوتی ہے؟ 297

1) تکبیرِ تحریمہ 297
2) قیام میں فرق 297
3) رکوع کا انداز 297
4) سجدہ کرنے کا طریقہ 298
5) قعدہ (تشہد میں بیٹھنا) 298
6) سلام کا طریقہ 298
7) آواز کے اَحکام 298
8) جماعت اور صفوں کا فرق 298
9) لباس اور ستر کا اِہتمام 299
خواتین کا روزہ مردوں سے کس طرح مختلف ہوتا ہے؟ 299
1) حیض اور نفاس کی حالت 299
2) قضا کا حکم 299
3) حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت 300
4) جسمانی کمزوری اور مشقت 300
5) طہارت کا معاملہ 300
6) اجر و ثواب میں کوئی فرق نہیں 300
خواتین کا حج و عمرہ مردوں سے کس طرح مختلف ہوتا ہے؟ 301
1) خواتین کا بغیر مَحرم حج کا سفر کرنا جائز ہے؟ 301
2) دورانِ حج خواتین کے لباس اور ستر کے اَحکام 303
3) دورانِ حج خواتین کے آواز بلند کرنے کا حکم 304
4) دورانِ حج خواتین کے طواف اور سعی میں فرق 304

5)دورانِ حج حیض و نفاس سے متعلق اَحکام 304
6)دورانِ حج خواتین کے بال کاٹنے کا حکم 304
7)دورانِ حج خواتین کے لیے جماعت اور اِختلاط سے متعلق اِحتیاط 304
8)خواتین کے ثواب اور فرضیت میں برابری 305
خواتین کی زکوٰۃ کے اَحکام 305
1)زکوٰۃ کے وجوب کا عمومی اُصول 305
2)زیور پر زکوٰۃ کا حکم 305
3)زکوٰۃ کی ادائیگی کی ذمہ داری 306
4)مہر اور زکوٰۃ 306
5)شوہر کی کمائی اور عورت کی ذمہ داری 306

باب نمبر10: بننا سنورنا/میک اَپ 307

1. عورت کا بننا سنورنا کس حد تک جائز ہے؟ 308
1)شوہر کی خوشی کے لیے بیوی کا بننا سنورنا واجب ہے۔ 310
2)شادی شدہ عورت کا میلی کچیلی رہنا سخت مکروہ ہے۔ 311
3)گھر میں ننگے سر رہنا یا باریک دوپٹہ پہننا کیسا ہے؟ 312
4)بازار جاتے وقت بن سنور کر، خوشبو لگا کر نکلنا جائز نہیں۔ 312
5)بیوٹی پارلر جانا کہاں تک جائز ہے؟ 312
6)بیوٹی پارلر کا کاروبار اور جاب کرنے کی شرعی حیثیت 313
2. آنکھیں 314
1)اَبرو بنوانا/بھنوؤں کے بال نوچنا یا باریک بنانا جائز ہے؟ 314
2)نقلی پلکیں لگوانا کیسا ہے؟ 314

3)پلکوں اور پپوٹوں پر رنگ کا اِستعمال کیسا ہے؟ 315
4)کلر فل لینز لگانا جائز ہے؟ 315
3. چہرہ 316
1)فیشل کروانا جائز ہے۔ 316
2)خوبصورتی کے لیے چہرے کی سرجری کروانا جائز نہیں۔ 317
3)لپ اسٹک لگانا جائز ہے۔ 317
4. سر کے بال 318
1)سر کے بال کرلی یا سیدھے کروانا جائز ہے؟ 318
2)ہیئر کلر لگانا جائز ہے۔ 318
3)سر کے بالوں کو بلیچ کرنا کیسا ہے؟ 319
4)سفید بالوں کو اُکھاڑنا مکروہ ہے۔ 320
5)بلاعذر سر کے بال کٹوانا جائز نہیں۔ 321
6)بالوں کی ٹرانسپلانٹیشن، بالوں کا عطیہ دینا یا لینا، اور وِگ کا اِستعمال کیسا ہے؟ 321
5. غیر ضروری بالوں سے نجات 322
1)ویکسنگ، تھریڈنگ، لیزر ہیئر ریموول جائز ہے؟ 323
2)چہرے اور ہاتھ پاؤں کے بال ہٹانا / بلیچ کرنا یا نوچنا کیسا ہے؟ 323
3)چہرے پر داڑھی یا مونچھ نکل آئے تو کیا کریں؟ 324
4)زیر ناف اور بغل کے بالوں کی صفائی کیسے کریں؟ 324
6. ناخنوں کے متعلق 325
1)نیل پالش لگانا جائز ہے؟ 325
2)ناخنوں کو رنگنا جائز ہے؟ 326

3)نقلی ناخن لگانا جائز ہے؟ 327
4)ناخن بڑھانا / لمبے ناخن رکھنا کیسا ہے؟ 327
5)ناخن کاٹنے کا مسنون طریقہ 328
6)ناخن کاٹنے کے متعلق چند ضروری آداب 328
7. مہندی لگانا جائز ہے؟ 329
8. جسم گودنا یا گدوانا (ٹیٹو بنوانا) حرام ہے۔ 330
9. مساج کروانا کیسا ہے؟ 331
10. برائیڈل میک اَپ جائز ہے؟ 332
11. میک اپ میں غیر ملکی اشیاء کے اِستعمال کی اِحتیاطیں 333
12. زیورات 334
1)پازیب جیسے بجنے والے زیور پہننے کا کیا حکم ہے؟ 334
2)چوڑیاں پہننا، بریسلٹ پہننا کیسا ہے؟ 335
3)چھوٹی بچیوں کو زیور پہنانا منع ہے۔ 336
13. لباس 337
1)لباس اور زینت کے شرعی اُصول 337
2)لباس میں ستر اور حیا کا اِلتزام کریں۔ 338
3)مردوں سے مشابہت سے اِجتناب کریں۔ 338
4)فیشن اور نمائش کی نیت 338
5)مختلف لباسوں کا شرعی حکم 339
6)اندرونی لباس اور سینہ بند 339
7)اِعتدال اور وقار اِختیار کریں۔ 339

8)لباس کے فیشن 339

باب نمبر 11: چند اہم وظائف 341

1. وظیفہ برائے حصولِ اَولاد 342
2. وظیفہ برائے اَولادِ نرینہ 342
3. میاں بیوی کے درمیان محبت کے لیے وظیفہ 342
4. نافرمان زوجہ کی اِصلاح کے لیے وظیفہ 343
5. نافرمان اَولاد کی اِصلاح کے لیے وظیفہ 343
6. گمشدہ اولاد / گمشدہ مال واسباب کی بازیابی کے لیے وظیفہ 344
7. بیٹی کے رشتے کے لیے وظیفہ 344
8. دورانِ حمل حفاظت اور عافیت وسلامتی کے لیے وظائف 345
9. ماں کا دودھ بڑھانے کے لیے وظیفہ 346
10. بچے کو ماں کے دودھ کی طرف راغب کرنے کے لیے وظیفہ 346
11. عزت وناموس کی حفاظت کے لیے وظیفہ 347
12. دشمنوں کے شر سے حفاظت کا وظیفہ 347
13. حزن وملال اور جھوٹے پراپیگنڈہ میں صبر کے لیے وظیفہ 348
14. ذہنی خوف وہراس سے نجات کے لیے وظائف 348
15. دھوکے بازوں کے مکر وفریب سے بچنے کے لیے وظیفہ 349
16. ناپاکی کے وسوسے سے نجات کے لیے وظیفہ 349

عرضِ مصنف

مثل مشہور ہے کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک **کامیاب عورت** کا ہاتھ ہوتا ہے۔ مگر درحقیقت ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک نہیں بلکہ دو کامیاب عورتیں ہوتی ہیں۔ پہلی کامیاب عورت اُس کی ماں ہوتی ہے جو اُس کی تربیت کرتی اور اُسے پروان چڑھاتی ہے اور دوسری کامیاب عورت اُس کی بیوی ہوتی ہے جو زندگی بھر ہر دکھ سکھ اور خوشی وغمی کے موقع پر اُس کا ساتھ نبھاتی اور اُس کا حوصلہ بنتی ہے۔

راقم کی تصنیف **کامیاب زندگی** (دورِ نوبلوغت کے سوالات) کی اِشاعت کے موقع پر چند دوستوں نے تقاضا کیا کہ اگلی نسل کی ماؤں کی تربیت کے لیے ایسی کتاب لکھی جائے جو آئیڈیل خاندان کی تشکیل میں مددگار ثابت ہو۔ راقم کی اگلی تصنیف **63 آدابِ زندگی** کی اِشاعت کے موقع پر یہ تقاضا مزید زور پکڑ گیا، چنانچہ قلم اُٹھانا ضروری ہو گیا۔ زیرِ نظر کتاب اُسی فرمائش کی تکمیل ہے۔

اِسلام محض اِنفرادی فلاح کی بجائے اِجتماعیت کا درس دیتے ہوئے پورے معاشرے کی فلاح کو ترجیح دیتا ہے۔ خاندان چونکہ کسی بھی معاشرے کی بنیادی اِکائی ہوتا ہے اِس لیے کامیاب فلاحی معاشرے کے قیام میں کامیاب خاندان کی تشکیل کو اہم مقام حاصل ہے، جو عورت کی تربیت کو اوّلین ترجیح دیئے بغیر ممکن نہیں۔

خوشگوار گھریلو زندگی کے لیے بہترین لائحہ عمل پر مبنی اِس کتاب میں عورت کو اُس کی عظمت اور طاقت باور کروانے کی کوشش کی گئی ہے کہ گھریلو زندگی کو خوشحال یا بدحال بنانے کی کنجی اُسی کے پاس ہے۔ وہ چاہے تو نہ صرف خود کو اور اپنے شوہر کو اِسلام کے عطا کردہ نظام کے مطابق زندگی گزارنے پر مائل کرلے، بلکہ وہ اپنی اولاد کی بھی ایسی تربیت کرے کہ اگلی نسل وطنِ عزیز میں ایک باقاعدہ اِسلامی فلاحی معاشرے کے قیام میں اہم کردار ادا کرسکے۔

یہ کتاب اسکول، کالج اور مدارس کی بچیوں کے علاوہ شادی شدہ خواتین کے لیے بھی یکساں مفید ہے۔ مائیں اگر اپنی زندگی میں تبدیلی لے آئیں تو بچے خود بخود اُن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سنور سکتے ہیں اور اُن کے قدموں تلے موجود جنت کے حقدار بن سکتے ہیں۔ اَللہ ربّ العزت ہم سب کو اِس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین

دَورانِ مطالعہ کسی پہلو سے تشنگی محسوس ہو تو مصنف کو اِس اِی میل ایڈریس پر ضرور آگاہ کیا جائے تاکہ اگلے ایڈیشن میں مزید بہتری لائی جاسکے۔

kamyabzindagibook@gmail.com

دورانِ مطالعہ اگر آپ محسوس کریں کہ یہ کتاب نئی نسل کی کردار سازی میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے تو اپنے دوستوں کو بھی ضرور بتایئے گا۔ جزاک اللہ!

مقصدِ کتاب

خاندان معاشرے کی بنیادی اِکائی ہے۔ جس معاشرے کے خاندان خوشگوار گھریلو زندگی سے معمور ہوں وہی بہترین معاشرہ کہلا سکتا ہے۔ ہر اِنسانی معاشرے کی تقریباً نصف آبادی خواتین پر مشتمل ہوتی ہے، جس کے ہاتھوں اگلی نسلیں پروان چڑھتی ہیں۔ نپولین کا ایک قول بہت مشہور ہے کہ: ”تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا۔“

اَولاد اپنے والدین کا عکس ہوتی ہے۔ عورت معاشرہ بناتی ہے، معاشرے کو سنوارتی ہے، کیونکہ ایک عورت اپنی نوعمر اَولاد کو پروان چڑھاتے ہوئے اچھے بُرے کی تمیز سکھاتی ہے۔ بڑے ہو کر جب اُس کے بچے گھر سے باہر نکل کر معاشرے کا سامنا کرتے ہیں تو وہ لوگوں کے ساتھ اُسی کردار کے ساتھ پیش آتے ہیں جو اُن کی والدہ کی تربیت سے تشکیل پایا ہوتا ہے۔ یوں معاشرے کی اَخلاقی قدریں ماؤں کے ہاتھوں پروان چڑھتی ہیں۔

اِس کتاب میں خوشگوار شادی شدہ زندگی کے لیے بہترین لائحہ عمل پیش کیا گیا ہے، جو بہترین ماؤں کی تیاری کے لیے نہ صرف عورت کے اندر چھپی صلاحیتوں کو اُجاگر کرے گا بلکہ معاشرے میں اِنقلابی تبدیلیوں کا باعث بھی بنے گا۔ ان شاءاللہ!

باب نمبر 1

عورت بھی اِنسان ہے۔

اِس باب کا بنیادی مقصد عورت کو یہ شعور دینا ہے کہ اِسلام نے اُسے محض معاشرتی کردار تک محدود نہیں کیا بلکہ اُسے ایک مکمل، باوقار اور ذمہ دار اِنسان کا مقام عطا کیا ہے۔ عورت کو مرد سے کمتر سمجھنا نہ دینی تصور ہے اور نہ فطری۔ اِسلام کے نزدیک عورت تمام اِنسانوں کی ماں ہے اور اِسی نسبت سے اُس کا مقام اِنتہائی بلند ہے۔ اگر عورت اپنے اِس منصب کو پہچان لے تو وہ اِحساسِ کمتری سے نکل کر اِعتماد، وقار اور خود شناسی کی راہ پر گامزن ہو سکتی ہے۔

اِنسان ہونے کی حیثیت سے تمام اِنسان بلا تفریقِ جنس قابلِ عزت ہیں۔ دُنیا کی تمام تہذیبوں میں مرد اور عورت دونوں کو نسلِ آدم میں شامل کیا جاتا ہے۔ اِنسانیت کا ایک حصہ اگر مردوں پر مشتمل ہے تو اِسی طرح دُوسرا حصہ عورتوں پر مشتمل ہے۔ کرۂ ارض پر کوئی معاشرہ اَیسا نہیں جو صرف مردوں پر مشتمل ہو اور اُس میں عورتیں شامل نہ ہوں۔ کسی بھی معاشرے کی تعمیر و ترقی میں مرد کی طرح عورت کا کِردار بھی نہایت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ ہر معاشرے میں نسلِ نو کی تربیت عورت ہی کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ ماں کی گود کا بچے کی پہلی تربیت گاہ ہونا عورت کی حیثیت کو مزید مستحکم بناتا ہے۔ کسی بھی اِنسانی معاشرے میں نسلوں کے سنورنے اور بگڑنے میں بنیادی کردار اُس معاشرے کی عورت کا ہوتا ہے۔

1. عورت ہم سب کی ماں ہے۔

اللہ ربّ العزت نے جیسے جسمانی طور پر عورت کو مرد سے مختلف بنایا اِسی طرح عورت کو کئی لحاظ سے مرد سے مختلف خصوصیات سے نوازا ہے۔(1) عورت کو معمولی سمجھنے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ عورت حضرت آدمؑ کے سِوا تمام انسانوں کی ماں ہے۔ عورت اپنی تخلیقی صلاحیتوں کی وجہ سے مرد پر غالب ہے۔ دُنیا کے تمام مرد اپنی تمامتر طاقت اور ذہانت کو اِستعمال کرکے بھی عورت کے بغیر اپنی نسل کی اَفزائش نہیں کر سکتے۔

2. نیک عورت دُنیا کی بہترین متاع ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دُنیا ایک متاع ہے اور دُنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔(2)

---

(1) وَلَيْسَ ٱلذَّكَرُ كَٱلْأُنثَىٰ. [القرآن، آل عمران، 3/ 36]

”اور لڑکا (جو میں نے مانگا تھا) ہرگز اس لڑکی جیسا نہیں (ہو سکتا) تھا (جو اللہ نے عطا کی ہے)۔“

(2) الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ. (صحیح مسلم، 2: 1090، الرقم: 1467)

”دُنیا متاع ہے اور دُنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔“

بلاشبہ اچھے کِردار کی مالک عورت سے بڑھ کر اِس دُنیا میں کوئی دولت نہیں۔

نسلِ انسانی عورت ہی کے ذریعے سے وُجود میں آئی ہے۔ اگر عورت نہ ہوتی تو نسلِ انسانی کا سلسلہ نہ چل سکتا۔ اللہ ربّ العزت کی طرف سے اِنسانیت کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرامؑ نے بھی عورت ہی کے وُجود سے جنم لیا۔ مرد اور عورت دونوں کو اللہ ربّ العزت نے بعض اِعتبار سے ایک دُوسرے پر فضیلت دی ہے۔ جہاں مرد کو یہ فضیلت ملی کہ اُسے عورت کا محافظ اور سائبان بنایا ہے وہیں عورت کے جسم میں کچھ ایسی تخلیقی صلاحیتیں رکھی ہیں جو مَردوں کو عطا نہیں ہوئیں۔ ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے روپ میں عورت قابلِ اِحترام اور لائقِ تحسین ہے۔ اُس کا خمیر خلوص، محبت اور اِیثار جیسے جذبوں سے گوندھا گیا ہے۔ وہ بچپن میں والدین اور بہن بھائیوں سے محبت کرتی ہے، شادی کے بعد شوہر سے محبت کرتی ہے اور ماں بن کر اپنی اَولاد سے محبت کرتی ہے۔ بحیثیت بیٹی والدین کے آنگن کی رونق، بحیثیت بہن مخلص دوست، بحیثیت بیوی نصف اِیمان کی محافظ اور بحیثیت ماں عزم و وفا کا پیکر ہوتی ہے۔ اِسی لیے اُس کی نیک سیرت کو متاعِ کل جہاں کہا گیا ہے۔

3. اِسلام سے قبل عورت کا مقام

اِسلام سے قبل عورت کا کوئی پُرسانِ حال نہ تھا۔ مختلف معاشروں میں عورت کی زندگی جانوروں سے بھی بدتر تھی۔ اُنہیں بیچا اور خریدا جاتا تھا۔ ایک ایک مرد درجنوں بلکہ پچاسوں بیویاں رکھتا تھا۔ بعض ہندو راجاؤں کی سو سے زیادہ بیویاں تھیں اور اُن کے نام پتہ کا ریکارڈ رکھنے کے لیے باقاعدہ رجسٹر رکھے جاتے تھے۔ بعض معاشروں میں عورت کی حیثیت گھر کے سامان سے زیادہ نہیں تھی۔ شوہر کی حیثیت اُس کے آقا و مالک کی سی تھی، وہ چاہتا تو ایک کھلونے کی طرح اُس سے اپنی جنسی ضرورت پوری کرتا اور چاہتا تو اُسے کسی کو بیچ دیتا۔ عیاش مرد اپنی بیویوں کو جوئے میں ہار جاتے تھے۔ اُن پر طرح طرح کے ظلم کرتے، غصہ میں آکر اُن کے ناک اور کان وغیرہ کاٹ دیا کرتے تھے۔ خواتین کو اپنے باپ یا شوہر کی وراثت سے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا، بلکہ جب کوئی شخص مر جاتا تو اُس کی بیویاں مالِ وراثت کے طور پر اُس کی اولاد کی ملکیت میں آجاتی تھیں۔

اِسلام سے قبل دُنیا کے مختلف مذاہب اور تہذیبوں میں عورت کو گناہ کا مجسمہ اور قابلِ نفرت سمجھا جاتا تھا۔ عورت کے ذمہ آدمؑ کو بہکانے اور جنت سے نکلوانے کا اِلزام تھا۔ اور اِس بناء پر اُسے ''خدا کا قانون توڑنے والی''، ''بدی کی جڑ'' اور ''جہنم کا راستہ'' جیسے اَلقاب دیئے جاتے تھے۔ عورت کو بحیثیت اِنسان اُس کے جائز مقام اور حقوق سے محروم رکھتے ہوئے محض بچے پیدا کرنے والی مشین کی حیثیت دی جاتی تھی، حتیٰ کہ بیٹی پیدا کرنے پر سزائیں بھی دی جاتی تھیں۔ عرب کے لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔

اِسلام سے قبل عورت محض مرد کی خدمت پر مأمور تھی اور اُس کی مرضی اور اِجازت کے بغیر کوئی کام کرنے سے قاصر تھی۔ مرد کی وفات کے بعد اُسے نکاحِ ثانی کی اِجازت نہ تھی، البتہ یہ حق حاصل تھا کہ چاہے تو ''ستّی'' ہو کر اپنے شوہر کے ساتھ جل مرے یا بیوہ بن کر باقی زندگی نفرتوں کا سامنا کرتی گزارے۔ اِسلام سے قبل عورت ظلم و جبر، ذِلت و حقارت، بد سلوکی، تنگ نظری اور جہالت کے اندھیروں سے نبرد آزما تھی۔ یونان ہو یا روم، عرب ہو یا عجم، یورپ ہو یا ایشیا، عورت ہر جگہ مظلوم تھی اور اُس کی کوئی مستقل حیثیت نہیں تھی۔

1) عورت یہودیت میں

یہودیت کا شمار دُنیا کے قدیم مذاہب میں ہوتا ہے۔ یہودیت کے اِزدواجی نظام میں عورت کا مقام نہایت پست ہے اور اُس کی وجہ یہودیت کا یہ نظریہ ہے کہ حوّا نے آدم کو ممنوعہ پھل کھانے پر اکسایا اور اُسی کی وجہ سے وہ جنت سے نکالے گئے۔ اُسی گناہ کی پاداش میں عورت کو مرد کی غلامی اور حیض جیسی ناپاکی اور حمل کی تکلیف کی سزا ملی۔ عہد نامہ قدیم میں ہے: ''جب اللہ نے آدم سے پوچھا کہ کیا تو نے اُس درخت کا پھل کھالیا جس کی بابت میں نے حکم دیا تھا کہ اُسے نہ کھانا تو آدم نے جواب دیا کہ جس عورت کو تو نے میرے ساتھ کیا ہے اُس نے مجھے اُس درخت کا پھل دیا اور میں نے کھالیا۔ تو اِس حرکت پر اللہ نے حوا سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤں گا۔ تُو درد کے ساتھ بچّے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی

طرف ہو گی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔"(3)

بائبل کی مذکورہ بالا آیات سے واضح ہوتا ہے کہ دراصل حوا نے ہی حضرت آدمؑ کو گمراہ کیا۔ اِس لیے اُسے اُس جرم کی سزا یہ دی گئی کہ وہ حمل میں اِنتہائی تکلیف دہ صورت کا سامنا کرے اور ہمیشہ مرد کی محکومیت میں رہے۔ چنانچہ یہودی شریعت میں عورت کو کسی غلام و محکوم سے بڑھ کر نہیں مانا جاتا۔ عورت مکمل طور پر مرد کی دست نگر ہے، اور وہ مرد کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتی۔

یہودی معاشرہ میں عورت کی حیثیت اِن سخت الفاظ میں مزید واضح ہوتی ہے: "گھوڑا اچھا ہو یا برا اُسے مہمیز کی ضرورت ہوتی ہے اور عورت اچھی ہو یا بری اُسے مار کی ضرورت ہوتی ہے۔"(4)

بائبل کے الفاظ کے مطابق یہودیت میں زنا کو اِن الفاظ میں تحفظ دیا گیا ہے: "اگر کوئی مرد کسی کنواری کو جس کی نسبت نہ ہوئی ہو پھسلا کر اُس سے مباشرت کرے تو وہ ضرور ہی اُسے مہر دے کر اُس سے بیاہ کرے، لیکن اگر اُس کا باپ ہرگز راضی نہ ہو کہ اُس لڑکی کو اُسے دے تو وہ کنواریوں کے مہر کے موافق اُسے نقدی دے۔"(5)

یہودی شریعت میں جب ایک عورت کی شادی ہو گئی تو پھر وہ دوبارہ شادی نہیں کر سکتی۔ اگر کسی یہودی عورت کو اُس کا شوہر طلاق دے دے تو اَب وہ دوبارہ شادی نہیں کر سکتی اور نہ ہی کسی مرد کو اُس سے شادی کرنے کی اِجازت ہے۔ بائبل میں ہے: "وہ کسی فاحشہ یا ناپاک عورت سے بیاہ نہ کریں اور نہ اُس عورت سے بیاہ کریں جسے اُس کے شوہر نے طلاق دی ہو۔"(6)

یہودی شریعت کے مطابق عورت معاشی طور پر مرد پر اِنحصار کرتی ہے اور اُسے مرد کے برابر (کاروبار

---

(3) کتاب پیدائش، باب:3، آیت:11،12،16

(4) تمدن عرب، صفحہ نمبر:373

(5) کتاب الخروج، باب22، آیت:16-17

(6) کتاب الاحبار، باب:21، آیت:7

اور جائیداد جیسے) کوئی حقوق حاصل نہیں ہیں۔ مہر کے علاوہ عورت کسی چیز کی حقدار نہیں۔ وراثت میں بھی عورت کا نمبر پوتوں کے بعد آتا ہے۔ مرد وارث کی موجودگی کی صورت میں وہ وراثت سے محروم رہے گی۔(7)

2) عورت مسیحیت میں

یہودیت کی طرح مسیحیت میں بھی عورت کے ساتھ گھٹیا سلوک کیا گیا ہے۔ مسیحیت میں نہ صرف عورت کی تحقیر و تذلیل کی گئی بلکہ اُسے اِنسانیت کا مجرم بھی قرار دیا گیا ہے۔ مسیحیت میں عورت برائی اور مصیبت کی جڑ ہے۔ عورت کو "بنیادی گناہ" کا سبب قرار دیا جاتا ہے، جو سیدنا آدمؑ کو جنت سے نکلوانے کا سبب بنی۔ چنانچہ مسیحیت میں عورت کو "بدی کا پیکر" اور "گناہ کی علامت" سمجھا جاتا ہے اور مرد کو بار بار تنبیہ کی جاتی ہے کہ وہ عورت کے بہکاوے اور فریب میں نہ آئے، بلکہ اُسے اپنی نگرانی میں رکھے اور اُس پر حکومت کرے۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحیت کے مذہبی رہنما عورت کے شر سے بچنے کے لیے ساری زندگی شادی نہیں کرتے۔

موجودہ عیسائیت کا بانی کہلانے والے سینٹ پال کا کہنا ہے: "عورت کو چپ چاپ کمال تابعداری سیکھنی چاہیے۔ میں اِجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے اور وہ مرد پر حکم چلائے، بلکہ اُسے چاہیے کہ وہ چپ چاپ رہے کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا اور اُس کے بعد حوا کو، اور آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔"(8)

مسیحی اَخلاقیات میں ساری زندگی کنوارہ رہنا اور شادی نہ کرنا ہی اصل کمال ہے۔ مسیحی شریعت میں مرتب کیے گئے تمام قوانین میں عورت کی حیثیت کو پست رکھنے کی کوشش کی گئی۔ وراثت و ملکیت میں اُس کے حقوق محدود رکھے گئے۔ وہ خود اپنی آمدنی پر بھی مختار نہیں۔ ہر چیز کا مالک مرد ہے۔ عورت کو ظالم مرد

(7) *The Jewish Enclyclopedia*, vol. 12, pp. 256–257.

(8) *The First Epistle to Timothy*, vol. 2, pp. 11–14.

سے جان چھڑانے کے لیے طلاق و خلع کی اِجازت بھی حاصل نہیں۔ مذہبی قانون کی بناء پر اُس کا نکاح کسی صورت منسوخ نہیں ہو سکتا۔ شوہر کی موت کی صورت میں بھی اُسے دوسری شادی کی اِجازت نہیں دی گئی۔ مسیحی علماء نکاح ثانی کو "مہذب زنا کاری" کا نام دیتے تھے۔ مسیحی دنیا میں عورت کی زندگی مرد کے ہاتھ کھلونے سے بڑھ کر نہ تھی۔

3) عورت ہندومت میں

ہندو مذہب دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے۔ اکثر مؤرخین کا خیال ہے کہ ہندو مذہب کا آغاز اُس وقت ہوا جب 1700 قبل مسیح میں آریاؤں نے برصغیر پر حملہ کیا تھا۔ آریوں کی آمد سے قبل برصغیر میں پائی جانے والی دراوڑی تہذیب میں عورت کو خاندان کی سربراہ تصور کیا جاتا تھا۔ اِبتدائی ویدک دور میں بھی عورت کی حیثیت بہتر نظر آتی ہے اور اُسے بہت سے حقوق حاصل تھے، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ہندومت میں عورت کے حقوق کو نظر انداز کیا جانے لگا۔

عورت کے لیے لازم قرار پایا کہ وہ بچپن میں باپ کے اِختیار میں رہے، جوانی میں شوہر کے اِختیار میں رہے اور شوہر کی وفات کے بعد بیٹوں کے اِختیار میں رہے۔(9) یعنی اُس کا اپنا کوئی اِختیار نہیں۔ منوشاستر میں عورت کو ہمیشہ کمزور اور بے وفا بتایا گیا اور اُس کا ذکر ہمیشہ حقارت کے ساتھ آیا۔(10)

ہندو قوانین کے مطابق بیٹا پیدا کرنا ایک مقدس مذہبی فریضہ ہے، چنانچہ جو شخص بیٹا پیدا کیے بغیر مر جائے وہ نرکھ (جہنم) میں جاتا ہے۔ اس سے بچنے کے لیے ہندو دھرم میں یہ طریقہ تجویز کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اَولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو تو وہ اپنی بیوی کو کسی دُوسرے مرد سے تعلقات پیدا کرنے کو کہہ سکتا ہے۔ ایسی صورت میں پیدا ہونے والا بچہ دوسرے مرد کی بجائے اُس کے شوہر کی طرف منسوب ہوتا اور اُس کی وراثت کا حقدار ٹھہرتا۔

---

(9) منوسمرتی، ادھیائے:5، منتر:148

(10) گستاؤلی بان، تمدن ہند ترجمہ از سید علی بلگرامی، صفحہ:236

ہندو دھرم میں "ستّی" کی رسم عورت کی حیثیت کو خوب واضح کرتی ہے۔ ستی ہونے کے لیے عورت اپنے شوہر کی موت پر اُس کی چتا (لاش کو لگائی جانے والی آگ) کے ساتھ جل مرتی۔ بیوہ عورت کبھی دُوسری شادی نہ کر سکتی۔ اُس کی قسمت میں طعن و تشنیع اور ذلت و تحقیر کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ وہ عورتیں جو ستّی نہ ہوتی تھیں اُنہیں گھر کی لونڈی اور دیوروں کی خادمہ بن کر رہنا پڑتا۔ ہندو عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا۔ ساری جائیداد دوسرے رشتہ داروں میں تقسیم ہو جاتی اور وہ خالی ہاتھ رہ جاتی۔

اُنیسویں صدی میں ہندوستان میں ستی کے خلاف تحریکیں چلائی گئیں۔ بتوں کی پوجا چھوڑ دینے اور خواتین کو حقوق دینے کے حوالے سے چلائی گئی ایک اِصلاحی تحریک کے نتیجے میں ہندوؤں میں "آریہ سماج" نامی ایک نئے ترقی پسند فرقے نے جنم لیا۔ تاہم اُس میں بھی خواتین کو وہ حقوق نہیں دیئے گئے جو اِسلام نے صدیوں قبل عورت کو دیئے۔

آریہ سماج میں شادی کی جو آٹھ اقسام بتائی جاتی ہیں اُن میں لڑکی کو اُس کے والدین سے خریدنا، لڑکی کو زبردستی اِغواء کر کے شادی کرنا اور نشہ وغیرہ پلا کر جنسی تعلق قائم کرنا وغیرہ بھی شامل ہیں۔(11) آریہ سماج میں بھی عورت اِس قدر منحوس شے ہے کہ شوہر کے لیے حائضہ بیوی کے ہاتھ سے پانی لے کر پینا منع ہے۔ آریہ سماج میں بانجھ کے علاوہ صرف لڑکیاں پیدا کرنے والی عورت کو بھی چھوڑ دینے کا حکم ہے۔ اِسی طرح بیوہ عورت کو نکاحِ ثانی کی اِجازت نہیں۔ جس مذہب کے ترقی پسند فرقے کا یہ حال ہے اُس کے دیگر قدامت پسند فرقوں میں تو عورت کا حال اِس سے بھی برا ہو گا۔

4) عورت عرب دورِ جاہلیت میں

اِسلام سے قبل جزیرہ نمائے عرب میں بھی عورت کا مقام دیگر دُنیا سے زیادہ مختلف نہ تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں عورت کو کسی چیز کی مالک بننے کا حق حاصل نہ تھا۔ اُن کے ہاں عورت کو بھی اَشیائے خرید و فروخت کی

---

(11) نکاحِ آریہ، از ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری، صفحہ نمبر: 26-23

طرح ایک حقیر شے سمجھا جاتا تھا۔ عورت معاشرے کا مظلوم ترین طبقہ تھی۔ وراثت میں عورتوں کا کوئی حصہ نہ تھا، بلکہ عورت کو مالِ وراثت کی طرح آپس میں تقسیم کر لیا جاتا تھا۔ عموماً بڑا بیٹا باپ کی وفات کے بعد اپنی سوتیلی ماں سے شادی کر لیتا تھا۔ اِسلام سے قبل دورِ جاہلیت میں عرب لوگ اپنی بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی غیرت کے نام پر قتل کر دیتے،(12) اِسلام نے اُس سے بھی سختی سے منع فرمایا۔(13)

دَورِ جاہلیت میں اَخلاقی اَقدار کے اِنحطاط کا یہ عالم تھا کہ لوگ بڑے فخر کے ساتھ اپنے دوستوں کی مجلس میں بتاتے تھے کہ کل رات میں نے فلاں بدکار عورت کے ساتھ گزاری۔ اُس معاشرے میں زنا اِس قدر عام تھا کہ لوگ اپنی زر خرید لونڈیوں کو زنا پر مجبور کر کے بدکاری کے اڈے چلاتے اور اُس سے کمائی کرتے تھے۔

لوگ اِس بات پر بھی فخر کرتے تھے کہ اُن کی بیویوں کی تعداد دوسروں سے زیادہ ہے۔ جس کا دل کرتا اپنے کسی دوست کے ساتھ اپنی بیوی تبدیل کر لیتا۔ کچھ لوگ خوبصورت اَولاد پیدا کرنے کے لیے اپنی بیویوں کو خوبصورت مردوں کے پاس شب بسری کے لیے بھیج دیتے تھے۔ وقتی شادیوں کا رواج بھی تھا، جو اپنے آپ مدت پوری ہونے پر ختم ہو جاتی تھیں۔ بغیر نکاح کے گرل فرینڈ کو گھر میں رکھنے کا رواج زمانۂ

---

(12) وَإِذَا ٱلۡمَوۡءُۥدَةُ سُئِلَتۡ ۝٨ بِأَيِّ ذَنۢبٖ قُتِلَتۡ ۝٩ [القرآن، التکویر، 81 : 8 – 9]
"اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کے باعث قتل کی گئی تھی۔"

(13) وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِٱلۡأُنثَىٰ ظَلَّ وَجۡهُهُۥ مُسۡوَدّٗا وَهُوَ كَظِيمٞ ۝٥٨ يَتَوَٰرَىٰ مِنَ ٱلۡقَوۡمِ مِن سُوٓءِ مَا بُشِّرَ بِهِۦٓۚ أَيُمۡسِكُهُۥ عَلَىٰ هُونٍ أَمۡ يَدُسُّهُۥ فِي ٱلتُّرَابِۗ أَلَا سَآءَ مَا يَحۡكُمُونَ ۝٥٩
[القرآن، النحل، 16 : 58 – 59]
"اور جب اُن میں سے کسی کو لڑکی (کی پیدائش) کی خبر سنائی جاتی ہے تو اُس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غصہ سے بھر جاتا ہے۔ وہ لوگوں سے چُھپا پھرتا ہے (بزعمِ خویش) اُس بُری خبر کی وجہ سے جو اُسے سنائی گئی ہے، (اَب یہ سوچنے لگتا ہے کہ) آیا اُسے ذِلت و رُسوائی کے ساتھ (زندہ) رکھے یا اُسے مٹی میں دبا دے (یعنی زِندہ دَرگور کر دے)، خبردار! کتنا بُرا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔"

جاہلیت کے عربوں میں موجود تھا۔ جب تک چاہتے دوستی برقرار رکھتے جب دل بھر جاتا تو کسی اور کو اپنی گرل فرینڈ بنا کر لے آتے۔ بعض قبائل میں دس لوگ مل کر ایک ہی عورت سے نکاح کر لیتے، وہ عورت سب کے ساتھ راتیں گزرتی۔ اِس قسم کی بے حیائی اور ظلم کی بہت سی صورتیں دورِ جاہلیت میں عام تھیں۔

5)عورت یونانی تہذیب میں

قدیم یونانی تہذیب و معاشرت میں عورت بنیادی اِنسانی حقوق سے محروم تھی۔ یونانیوں کے خیال میں ایک خیالی عورت پانڈورا(pandora) کو تمام اِنسانی مصائب کا سبب قرار دیا جاتا تھا۔ عورت کو کسی شے کا کوئی اِختیار حاصل نہ تھا۔ حتیٰ کہ وہ اپنے ذاتی معاملات میں بھی کسی قسم کا تصرف کرنے کی مجاز نہیں تھی۔ عورت اپنے ہر معاملے میں مردوں کی دست نگر تھی۔ یونان کے بازاروں میں کھلے عام اُس کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ یونانی تہذیب و معاشرت میں عورت کے مقام کے حوالے سے 'تاریخِ اَخلاقِ یورپ' سے ایک اِقتباس ملاحظہ فرمائیں:

> ”بحیثیت مجموعی باعصمت یونانی بیوی کا مرتبہ اِنتہائی پست تھا۔ اُس کی زندگی غلامی میں بسر ہوتی تھی۔ لڑکپن میں اپنے والدین کی، جوانی میں اپنے شوہر کی، بیوگی میں اپنے فرزندان کی وراثت میں ہوتی تھی۔ اُس کے مقابلے میں اُس کے مرد کا حق ہمیشہ راجح سمجھا جاتا تھا۔ طلاق کا حق اُسے قانوناً حاصل ضرور تھا، تاہم عملاً وہ اُس سے کبھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتی تھی کیونکہ عدالت میں اُس کا اظہار یونانی تہذیب کے تصورِ شرم وحیا کے منافی تھا۔“(14)

6)عورت رُومی تہذیب میں

یونان کی طرح قدیم رُومی تہذیب و معاشرت میں بھی عورت بنیادی اِنسانی حقوق سے محروم تھی۔ عورت کو اُس کی پیدائش سے لے کر وفات تک مردوں کی نگرانی میں رکھا جاتا تھا۔ نظامِ معاشرت میں

---

(14) تاریخِ اَخلاقِ یورپ، جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 182

مرد خاندان کا سردار ہوتا تھا اور اپنے خاندان پر مکمل اِختیار رکھتا تھا۔ عورت کے ساتھ کسی قسم کے رحم کا معاملہ روا نہیں رکھا جاتا تھا۔ عورت ایک ایسے خاندانی نظام میں قید تھی جہاں اُس کا شوہر چاہتا تو اُسے قتل کرنے کا اِختیار بھی رکھتا تھا۔ رومی تہذیب میں گوشت صرف مردوں کی غذا تھی۔ عورت گوشت نہیں کھا سکتی تھی۔ عورت کو کسی معاملے میں رائے دینے اور بولنے کا کوئی حق نہ تھا۔ رومی تہذیب و معاشرت میں عورت کے مقام کے حوالے سے 'تاریخِ اَخلاقِ یورپ' سے ایک اِقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''عورت کا مرتبہ رومی قانون نے عرصہ دراز تک نہایت پست رکھا۔ افسرِ خاندان جو باپ ہوتا تھا یا شوہر اُسے اپنے بیوی بچوں پر پورا اِختیار تھا وہ جب چاہے عورت کو گھر سے نکال سکتا تھا۔''(15)

7) عورت ایرانی تہذیب میں

یونان اور رُوم کی طرح قدیم ایرانی تہذیب و معاشرت میں بھی عورت بنیادی اِنسانی حقوق سے محروم تھی۔ ایران میں عورتوں کو تحقیر و تذلیل کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ایران میں مختلف اَدوار میں مختلف خیالات کے حکمران بنتے رہے۔ اُن میں سے کسی نے عورت کو تباہی و بربادی کا سبب قرار دے کر شادی پر ہی پابندی لگادی تو کسی نے مساوات و اِشتراکیت کی بنیاد پر عورت کو ہر کسی کے لیے حلال قرار دے دیا، یعنی جو چاہے جس عورت سے چاہے اِستفادہ کرے۔ عورت کی حیثیت اِس قدر گرادی گئی کہ عام اِستعمال کی اشیاء کی مانند لوگ عورتیں بھی ایک دُوسرے کو دینے لگے۔ ایرانی تہذیب و معاشرت میں عورت کے مقام کے حوالے سے 'مولانا ابوالحسن ندوی' کا ایک اِقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''متمدن دُنیا کی تولّیت و اِنتظام میں اِیران روم کا شریک تھا، لیکن بد قسمتی سے وہ دُشمنِ اِنسانیت اَفراد کی سرگرمیوں کا پرانا مرکز تھا۔ وہاں کی اَخلاقی بنیادیں زمانہ دراز سے متزلزل چلی آرہی تھیں۔ جن رشتوں سے اِزدواجی تعلقات دُنیا کے متمدن و معتدل علاقوں کے باشندے ہمیشہ

---

(15) تاریخِ اَخلاقِ یورپ، جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 190

ناجائز اور غیر قانونی سمجھتے رہے ہیں اور فطری طور پر اُس سے نفرت کرتے ہیں، ایرانیوں کو اُن کی حرمت و کراہت تسلیم نہیں تھی۔ یزدگرد دوم جس نے پانچویں صدی عیسوی کے وسط میں حکومت کی۔ اُس نے اپنی لڑکی کو زوجیت میں رکھا اور پھر قتل کر دیا۔ بہرام جو چھٹی صدی عیسوی میں حکمران تھا اُس نے اپنی بہن سے اپنا اِزدواجی تعلق رکھا۔"(16)

4. جدید مغربی معاشروں میں عورت کے حقوق

مغربی ممالک کے ترقی یافتہ معاشروں میں عورت کو پچھلی صدی میں وہ حقوق ملے جو اِسلام ساڑھے چودہ سو سال پہلے دے چکا تھا۔ اِسلام کے عطا کردہ بہت سے حقوق ایسے بھی ہیں جو ابھی تک مغربی معاشروں میں بسنے والی خواتین کو نہیں مل سکے۔ مثلاً: اِسلام میں شوہر کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی کی خوراک، لباس، رہائش اور علاج سمیت تمام بنیادی اَخراجات اُٹھائے۔ وہ گھر کے اَخراجات پورے کرنے کے لیے اپنی بیوی کو کاروبار یا ملازمت کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اِس سطح کا یہ حق بہت سے مغربی معاشروں میں عورت کو ابھی تک میسر نہیں ہے۔

مغربی معاشرے نے عورت کو ویمن رائٹس کے نام پر جو حقوق دیئے اُن میں سے بیشتر عورت کے اِستحصال کا باعث بن رہے ہیں۔ مثلاً مغربی ممالک میں عورت ملازمت کرنے پر مجبور ہے۔ وہ تحفظ کے ساتھ گھر پر رہ کر اپنے بچوں کی کل وقتی تربیت کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ جب میاں بیوی دونوں جاب پر جاتے ہیں تو بچوں کو لامحالہ کسی "ڈے کیئر" کی نگرانی میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یوں اُن کے بچے چھوٹی عمر میں ہی ماں کی محبت اور قربت سے محروم رہتے ہیں۔ یہ صرف ماں نہیں بلکہ بچوں کا بھی اِستحصال ہے۔ ماں کی قربت کی بجائے ڈے کیئر میں وقت گزارنے کی وجہ سے بچوں میں والدین کے ساتھ فطری اُنس اور وابستگی باقی نہیں بچتی، جس کا نتیجہ والدین بڑی عمر میں جا کر دیکھتے ہیں کہ جب اُن کی اولاد بڑھاپے میں اُن کی خدمت کرنے کی بجائے اُنہیں "اولڈ ہاؤس" میں داخل کروا دیتی ہے۔

---

(16) اِسلام اور عورت از مولانا محمود الرشید حدوٹی، صفحہ نمبر 11

مجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
کہ ظاہر میں تو آزادی ہے، باطن میں گرفتاری

- 1848ء میں امریکہ میں پہلا 'ویمن رائٹس کنونشن' نیویارک کے سینیکا فالس میں منعقد ہوا، جس میں پہلی بار عورت کو بطور اِنسان حقوق دینے کی اہمیت اُجاگر کی گئی، تاہم وہ کسی قسم کے حقوق دیئے بغیر ختم ہو گیا۔ اسے مغربی دنیا میں خواتین کے حقوق کی تحریک کے لیے پہلا سنگِ میل تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس سے قبل قومی سطح پر عورت کے حقوق پر بات بھی نہیں کی جاتی تھی۔
- 1920ء میں امریکہ میں خواتین کو 'ووٹ ڈالنے کا حق' دیا گیا۔
- 1948ء میں 'یونیورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس' جاری ہوا، جس میں تمام انسانوں کو مساوی حقوق دینے کا اُصول بیان کیا گیا، جس کے اثرات نے بعد ازاں خواتین کے حقوق کی تحریکوں کو بھی تقویت دی۔
- 1963ء میں امریکہ میں 'ایکوئل پے ایکٹ' منظرِ عام پر آیا، جس میں اِس پر زور دیا گیا کہ خواتین کو بھی مردوں کے برابر معاوضہ دیا جائے۔ یعنی اُس وقت تک عورت کا معاشی اِستحصال جاری تھا اور اُس کی تنخواہ مردوں کے مساوی نہیں ہوتی تھی۔
- 1972ء میں امریکہ میں یہ قانون منظر عام پر لایا گیا کہ تعلیمی میدان میں خواتین کو جنسی اِمتیاز کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔ گویا اُس سے قبل امریکہ میں خواتین کو مردوں کے برابر تعلیمی حقوق حاصل نہیں تھے۔
- 1979ء میں اقوام متحدہ میں 'خواتین کے خلاف ہر قسم کے امتیاز کے خاتمے کا کنونشن' (CEDAW) منظور ہوا، جس کے بعد کئی ممالک میں خواتین کو مردوں کے مساوی حقوق دینے کی کوششیں تیز ہوئیں، تاہم امریکہ نے اس کنونشن کی توثیق (ratify) نہیں کی۔

- 1993ء میں امریکہ میں ماں بننے والی عورت کو 12 ہفتے کی بلامعاوضہ چھٹی کا قانون لایا گیا۔ گویا اِتنے سالوں بعد اُنہیں اندازہ ہو گیا کہ عورت کو ہر معاملے میں مرد کے مساوِی نہیں رکھا جا سکتا۔ کچھ معاملات میں عورت کو مرد کے مساوِی قرار دینا اُس پر ظلم ہے۔ یوں 1993ء میں عورت کو خصوصی معاملات میں اِمتیازی حقوق ملنا ممکن ہوئے۔

- 1995ء میں 'بیجنگ ڈیکلیریشن' میں چوتھی عالمی کانفرنس برائے خواتین میں صنفی مساوات کے فروغ کا عزم ظاہر کیا گیا، تاہم یہ قانونی طور پر لازم نہیں تھا بلکہ محض ایک غیر پابند عالمی منشور تھا۔

- 2006ء میں ایک امریکی سماجی کارکن نے خواتین کے جنسی اِستحصال کے خلاف 'می ٹو موومنٹ' کا آغاز کیا، جو 2017ء میں عالمی سطح پر توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی، تاہم یہ کسی قانون سازی پر منتج نہ ہو سکی۔

- 2022ء میں امریکہ میں 'ایکوئل رائٹس امینڈمنٹ' (ERA) کو آئینی حیثیت دلوانے کی کوششیں دوبارہ زور پکڑ گئیں، جس کا مقصد خواتین کو مردوں کے مساوی قانونی حقوق دینا تھا۔ اگرچہ مطلوبہ 38 ریاستوں نے اس کی توثیق کر دی، مگر اُسے ابھی تک آئینی حیثیت حاصل نہیں ہو سکی۔

5. اِسلام میں عورت کے حقوق

اِسلام سے قبل خواتین کی صورتحال نہایت افسوسناک تھی۔ اسلام نے آتے ہی عورت کو وہ عزت و وقار عطا کیا جو اُس وقت کے کسی معاشرے نے اُسے نہ دیا تھا، اور نہ آج کی جدید تہذیبوں میں مکمل طور پر دیا جا رہا ہے۔ اِسلام نے دورِ جاہلیت میں ذلت و رسوائی کا شکار بننے والی عورت کو ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے رُوپ میں تقدس، رِفعت اور عزت عطا کی اور اُن تمام جاہلانہ رسومات کا قلع قمع کر دیا، جو عورت کے اِنسانی وقار کے خلاف تھیں۔ اِسلام نے عورت کو مرد کی طرح معاشرے کا باعزت شہری بنا کر اُسے تمام حقوق عطا کیے۔ اللہ ربّ العزت نے قرآنِ مجید میں واضح اِعلان فرمایا کہ مرد ہوں یا عورتیں، سبھی ایک جان سے پیدا

کیے گئے ہیں۔(17) اِسلام نے عورت اور مرد کو اچھے اور برے اَعمال کے اَجر میں بھی برابری کا درجہ دیا اور بلحاظ جنس اس میں کوئی فرق روا نہیں رکھا۔(18)

اِسلام نے بحیثیتِ ماں عورت کا درجہ مرد کی نسبت تین گنا زیادہ بلند کیا۔ ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ دونوں میں سے کون میری توجہ کا زیادہ مستحق ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' آپ ﷺ نے تین بار پوچھنے پر یہی فرمایا اور چوتھی بار سوال کے جواب میں فرمایا: ''تمہارا باپ۔'' یہ حدیثِ مبارکہ واضح کرتی ہے کہ اِسلام میں عورت کو ماں ہونے کی حیثیت میں باپ سے تین گنا زیادہ مقام حاصل ہے۔(19)

---

(17) يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلۡأَرۡحَامَۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبٗا ۝١ [القرآن، النساء، 4: 1]

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔

(18) مَنۡ عَمِلَ صَٰلِحٗا مِّن ذَكَرٍ أَوۡ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤۡمِنٞ فَلَنُحۡيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةٗ طَيِّبَةٗۖ وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ أَجۡرَهُم بِأَحۡسَنِ مَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ۝٩٧ [القرآن، النحل، 16: 97]

جو کوئی نیک عمل کرے (خواہ) مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے اور انہیں ضرور ان کا اجر (بھی) عطا فرمائیں گے ان اچھے اعمال کے عوض جو وہ انجام دیتے تھے۔

(19) جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّك قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ.

(البخاري في الصحيح، 5/ 2227، رقم الحديث: 5626)

اِسلام نے بحیثیتِ بیٹی عورت کو زندہ دفن ہونے سے نجات دلا کر اُس کی اچھی پرورش کو حصولِ جنت کا ذریعہ قرار دیا۔(20)

اِسلام نے عورت کو بحیثیتِ بہن عزت و اِحترام عطا کر کے اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو جنت میں داخلے کی ضمانت قرار دیا۔(21)

اِسلام نے عورت کو بحیثیتِ بیوی تمام قانونی اور سماجی حقوق عطا کرتے ہوئے اُس کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرنے کو اِیمان کی تکمیل قرار دیا۔(22)

”ایک آدمی حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تمہاری والدہ، عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تمہاری والدہ، عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تمہاری والدہ، عرض کیا: پھر کون ہے؟ فرمایا: تمہارا والد۔“

(20) مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا، وَلَمْ يُهِنْهَا، وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا -قَالَ يَعْنِي الذُّكُورَ- أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ. (أحمد بن حنبل في المسند، 1: 223، رقم الحديث: 1957)

”جس شخص کی بیٹیاں ہوں، سو وہ نہ تو اُنہیں زندہ در گور کرے، نہ ہی اُن کی اِہانت کرے، اور نہ ہی بیٹوں کو اُن پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔“

(21) مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ، أَوِ ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ، فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ. (أحمد بن حنبل في المسند، 3: 42، رقم الحديث: 11402)

”جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں، وہ ان سے اچھا سلوک کرے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اُس کے لیے جنت واجب ہے۔“

(22) أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا.
(الترمذي في السنن، 3: 466، رقم الحديث: 1162)

”اِیمان والوں میں سب سے کامل اِیمان اُس شخص کا ہے جس کے اَخلاق سب سے اچھے ہوں اور تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہیں۔“

اِسلام نے عورت کو جو حقوق عطا کیے اُن کی بدولت اَب کوئی مرد بلا وجہ نہ عورتوں کو مار سکتا ہے، نہ اُنہیں گھروں سے نکال سکتا ہے اور نہ کوئی اُن کے مال و اَسباب یا جائیداد پر قبضہ کر سکتا ہے۔ اِسلام کے آنے کے بعد سے ہر مسلمان مرد مذہبی طور پر عورتوں کے حقوق اَدا کرنے کا پابند ہے۔(23)

1)عورت کو جینے کا حق

اِسلام سے قبل بچیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ اِسلام نے اُنہیں معاشرے میں زندہ رہنے کا حق دیا۔ جس دَور میں عرب معاشرے کے لوگ اپنی بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیتے تھے، اُس دور میں حضور نبی اکرم ﷺ نے بشارت دیتے ہوئے فرمایا: ”جس نے دو بچیوں یا بہنوں کی پرورش کی وہ جنت میں جائے گا۔“(24) حضور نبی اکرم ﷺ نے عورت کو یوں جینے کا حق دیا کہ وہ قدیم معاشرتی برائی جڑ سے ختم ہو گئی۔

2)عورت کو تعلیم کا حق

تعلیم حاصل کرنا نہ صرف خواتین کا حق ہے بلکہ یہ اُن پر فرض ہے کہ وہ دین اور دنیا کے بنیادی معاملات کے حوالے سے تعلیم حاصل کریں۔ ایک پڑھی لکھی ماں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت زیادہ بہتر انداز میں کر سکتی ہے۔ اگر وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہیں تو اُنہیں اس حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ خواتین کو چاہیے کہ وہ سادہ تعلیم کے علاوہ کوئی پروفیشنل تعلیم بھی ضرور حاصل کریں، تا کہ وہ مستقبل میں پیش

---

(23) وَلَهُنَّ مِثْلُ ٱلَّذِى عَلَيْهِنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ. [القرآن، البقرة، 2 : 228]

”اور دستور کے مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر، البتہ مردوں کو ان پر فضیلت ہے۔“

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. [النسآء، 4: 19]

”اور اچھے سلوک سے عورتوں کے ساتھ زندگی بسر کرو۔“

(24) مسلم، الصحیح، رقم الحدیث: 2631

آنے والے کسی قسم کے مشکل حالات کی صورت میں روز گار کما کر شوہر کا ساتھ دے سکیں اور شوہر کی وفات یا طلاق کی صورت میں اُس کے بغیر بھی باعزت زندگی گزار سکیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے خواتین کی تعلیم و تربیت کو بھی مردوں کی طرح اہم اور ضروری قرار دیا۔ چنانچہ اِسلامی معاشرے میں یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی شخص بیٹی کو بیٹے سے کمتر سمجھتے ہوئے اُس کی تعلیم و تربیت کو نظر انداز کر دے۔ ایک حدیثِ مبارکہ میں بیک وقت خواتین کی غلامی سے آزادی اور اُن کی تعلیم و تربیت کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اُس شخص کو دُہرا اَجر ملے گا جو اپنی زیرِ ملکیت خاتون کو تعلیم و تربیت دے اور اُسے آزاد کر کے اُس سے نکاح کر لے۔(25)

3)عورت کو عزت و عِصمت کا حق

اِسلام سے قبل جس کے جی میں آتا وہ اپنی بیوی پر بد چلنی کا اِلزام لگا کر اُسے سخت اذیتیں دیتا یا جان سے ہی مار دیتا تھا۔ اِسلام نے عورت کو عزت، عِصمت اور تحفظ کا حق دیا۔ اَب اگر کوئی شخص کسی معصوم اور بے گناہ عورت پر بدکاری کی جھوٹی تہمت لگائے تو قرآن مجید میں اللہ ربّ العزت نے ایسے شخص کو بھرے مجمع میں عبرت کا نشان بنانے کے لیے حدِ قذف کے تحت 80 کوڑوں کی سزا مقرر فرمائی ہے۔(26)

---

(25) الرجل تكون له الامة فيعلمها فيحسن تعليمها و يودبها فيحسن ادبها ثم يعتقها فيتزوجها فله أجران. (بخاري، الصحيح، كتاب الجهاد، باب فضل من أسلم، 3 : 1096، رقم : 2849)

''اگر کسی شخص کے پاس ایک لونڈی ہو، پھر وہ اُسے تعلیم دے اور وہ اچھی تعلیم ہو، اور اُسے آداب سکھائے اور وہ اچھے آداب ہوں، پھر وہ اُسے آزاد کر کے اُس سے نکاح کر لے تو اُس شخص کے لیے دُہرا اَجر ہے۔''

(26) وَٱلَّذِينَ يَرۡمُونَ ٱلۡمُحۡصَنَٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَأۡتُواْ بِأَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ فَٱجۡلِدُوهُمۡ ثَمَٰنِينَ جَلۡدَةً وَلَا تَقۡبَلُواْ لَهُمۡ شَهَٰدَةً أَبَدًاۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَٰسِقُونَ ۝٤ [النور، 24 : 4]

''اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر (بدکاری کی) تہمت لگائیں پھر چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو تم انہیں (سزائے قذف کے طور پر) اسّی کوڑے لگاؤ اور (آئندہ) کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، اور یہی لوگ بدکردار ہیں۔''

4)عورت کو پسند سے نکاح کا حق

عورت کو اپنی پسند کے مطابق نکاح کا حق حاصل ہے۔ اگر لڑکی کا ولی (والد یا سرپرست) اُس کی اجازت کے بغیر اُس کا نکاح کر دے تو اِسلام نے 'خیارِ بلوغ' کے تحت اُسے یہ حق دیا ہے کہ وہ چاہے تو اُسے قبول کرے یا چاہے تو اُسے ردّ کر دے۔ اِس معاملے میں اُسے مکمل اِختیار حاصل ہے اور دنیا کی کوئی پنچایت، کوئی جرگہ، کوئی عدالت اِسلام کا عطا کردہ حق اُس سے نہیں چھین سکتی۔

اگر کسی لڑکی کا نکاح اُس کی مرضی کے خلاف ہوا اور اُس نے خیارِ بلوغ کا حق اِستعمال کر کے نکاح کو ردّ کرنے کی بجائے تسلیم کر لیا تو اُسے عمر بھر یہ سوچ کر افسوس نہیں کرنا چاہیے کہ کاش ایسا نہ ہوتا، بلکہ وہ اس کا تدارُک یوں کرے کہ اپنے بچوں کی بہتر تربیت کرے اور اُن کی شادیاں اُن کی رضامندی کے بغیر نہ ہونے دے۔

5)بیوہ اور مطلقہ کو دُوسرے نکاح کا حق

کئی مذاہب میں بیوہ کو دوسری شادی کا حق حاصل نہیں ہوتا، اور اُسے تمام عمر شوہر کے بغیر تنہائی، محرومی اور سماجی دباؤ کے ساتھ گزارنا پڑتی ہے۔ ہندومت جیسے مذاہب میں تو بیوہ کو شوہر کی چتا پر زندہ جلانے کی رسم ''ستّی'' کے ذریعے زندگی سے بھی محروم کر دیا جاتا تھا، جس کا خاتمہ حالیہ صدیوں میں ممکن ہو سکا۔

اِسلام نے بیوہ اور مطلقہ دونوں کو نہ صرف نکاحِ ثانی کا مکمل حق عطا کیا، بلکہ اُنہیں اپنی مرضی سے شریکِ حیات منتخب کرنے کا اِختیار بھی دیا۔ اِسلامی تعلیمات کے مطابق نہ میکہ، نہ سسرال اور نہ ہی معاشرہ، کسی عورت کو کسی مخصوص مرد سے نکاح پر مجبور کر سکتا ہے۔ عورت کی رضامندی کے بغیر کوئی نکاح معتبر ہی نہیں ہوتا۔

6)مہر میں ملنے والی رقم / جائیداد وغیرہ کے اِستعمال کا حق

نکاح کے موقع پر شوہر جو رقم یا اشیاء بطور مہر ادا کرتا ہے، وہ مکمل طور پر عورت کی ذاتی ملکیت بن جاتی

ہیں۔ اسلام نے اسے محض ایک رسمی رقم نہیں، بلکہ عورت کا شرعی اور قانونی حق قرار دیا ہے۔

عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مہر کی رقم یا اشیاء کو اپنی مرضی سے جہاں چاہے خرچ کرے، محفوظ رکھے یا کسی کو تحفے میں دے دے۔ اس میں نہ شوہر کو دخل دینے کا حق ہے اور نہ ہی کسی دوسرے فرد کو۔ چونکہ مہر عورت کا شخصی حق ہے، اس لیے قانوناً شوہر بھی اُسے روکنے یا منع کرنے کا مجاز نہیں۔

7)عورت کو وراثت کا حق

اِسلام نے عورت کو مکمل وراثتی حقوق عطا کیے ہیں۔ بیٹی کو باپ کی وفات کے بعد اور بیوی کو شوہر کی وفات کے بعد مالِ وراثت میں سے باقاعدہ حصہ ملتا ہے۔ یہ حق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہے، جس سے کسی عدالت، پنچایت یا خاندانی دباؤ کے ذریعے عورت کو محروم نہیں کیا جاسکتا۔

بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں ایک غلط رسم رائج ہو چکی ہے کہ "بیٹی کو جہیز دے دیا، یہی اُس کا حصہ ہے"۔ حالانکہ اِسلامی تعلیمات میں ایسے جہیز کا کوئی وجود نہیں جو عورت کو اُس کے شرعی حصے سے محروم کر دے۔

قرآن مجید نے واضح انداز میں مرد و عورت کے تمام وراثتی حقوق کا تعین کر دیا ہے، اور وارث کو اُس کے حق سے محروم کرنا نہ صرف گناہ ہے بلکہ قیامت کے دن سخت بازپرس کا سبب بنے گا۔

8)عورت کو جائیداد کا حق

اسلام عورت کو مکمل مالی خودمختاری دیتا ہے۔ خواتین اپنی محنت کی کمائی سے جائیداد بنا سکتی ہیں اور اسے اپنی مرضی سے استعمال کر سکتی ہیں۔ اِسی طرح عورت کو اپنے والد، شوہر یا دیگر رشتہ داروں کی وفات کے بعد جو جائیداد بطور وراثت ملتی ہے، وہ بھی اُس کی ذاتی ملکیت شمار ہوتی ہے۔

اِسلامی تعلیمات کی رُو سے بالغ عورت کو یہ مکمل حق حاصل ہے کہ وہ اپنی جائیداد کو کرائے پر دے، بیچ دے، تحفہ میں دے یا خود اِستعمال کرے۔ والدین، بھائیوں اور شوہر سمیت کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ

اُس کی جائیداد پر ناجائز قبضہ کریں یا اُس پر دباؤ ڈالیں۔

یہ حق عورت کو قرآن و سنت کے مطابق مکمل تحفظ دیتا ہے، جسے چھیننا یا دبانا نہ صرف ظلم بلکہ شرعی و قانونی جرم بھی ہے۔

9)عورت کو کاروبار کا حق

اسلام نے خواتین کو کاروبار کرنے سے ہرگز منع نہیں کیا۔[27] اگر کوئی خاتون اپنی گزربسر کے لیے یا شوہر کا مالی بوجھ بانٹنے کے لیے کاروبار کرنا چاہے تو شریعت اِس کی مکمل اِجازت دیتی ہے۔ اِس کی روشن مثال اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں، جو ایک کامیاب تاجرہ تھیں اور اُن کے قافلے شام، یمن اور دیگر ریاستوں کی طرف تجارت کے لیے جایا کرتے تھے۔

خواتین کو ترجیحاً ایسے کاروبار کا اِنتخاب کرنا چاہیے جس میں مردوں سے اِختلاط کا اِمکان کم سے کم ہو، اور جو ماحول، مزاج اور شرعی اُصولوں کے مطابق اُن کے لیے موزوں ہو۔ مثال کے طور پر خواتین کے زیرِ جامہ ملبوسات، بیوٹی مصنوعات یا خواتین کے مخصوص لباس کا کاروبار خواتین کے لیے زیادہ موزوں ہوتا ہے، کیونکہ خواتین اپنے سائز اور پسند کے ملبوسات مرد دُکاندار کی نسبت خاتون دُکاندار سے زیادہ اِعتماد اور رازداری کے ساتھ خرید سکتی ہیں۔

اِس کے علاوہ ایک خاتون ڈاکٹر، ڈینٹل سرجن، بیوٹیشن، جم آپریٹر، حتیٰ کہ سبزی فروش کی صورت میں بھی کافی منافع کما سکتی ہے۔ اِسی طرح ڈیزائننگ، پینٹنگ، آرٹ ورک، دستکاری وغیرہ کی آن لائن فروخت سے مردوں کے ساتھ کم سے کم ڈیلنگ رکھتے ہوئے بہترین کمائی کی جا سکتی ہے۔ خواتین کے کپڑوں کی سلائی

---

(27) لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا ٱكْتَسَبُوا۟ ۖ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا ٱكْتَسَبْنَ. [النِّسَآء، 4 : 32]

”مردوں کے لیے اُس میں سے حصہ ہے جو اُنہوں نے کمایا، اور عورتوں کے لیے اُس میں سے حصہ ہے جو اُنہوں نے کمایا۔“

بھی ایسا بزنس ہے جس میں خواتین اپنی اِجارہ داری قائم کر کے مردوں کو اِس بزنس سے آؤٹ کر سکتی ہیں، کیونکہ سلائی کروانے والی خواتین کسی مرد درزی کو اپنے جسم کا سائز دینے کی بجائے کسی خاتون درزی کو اپنا ناپ دینے میں زیادہ آسانی محسوس کرتی ہیں۔

10) عورت کو رائے دہی کا حق

آج دنیا کی ترقی یافتہ اقوام جن حقوق پر فخر کرتی ہیں، اُن میں خواتین کا حقِ رائے دہی بھی شامل ہے۔ لیکن یہ حق مغربی دنیا میں خواتین کو بہت دیر سے دیا گیا۔ مثال کے طور پر، برطانیہ میں خواتین کو ووٹ دینے کا حق 1918ء میں ملا... وہ بھی صرف اُن خواتین کو جو 30 سال سے زائد عمر کی ہوں۔ امریکہ میں 1920ء، آسٹریلیا میں 1926ء اور فرانس میں 1944ء میں خواتین کو ووٹ ڈالنے کا حق دیا گیا، جبکہ ان معاشروں میں مردوں کو یہ حق کئی دہائیاں پہلے حاصل ہو چکا تھا۔

اسلام نے یہ حق ساڑھے چودہ سو سال قبل عطا کیا، جب ریاستِ مدینہ کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت کا عرب معاشرہ، جہاں بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا، وہی معاشرہ اسلام کی تعلیمات کے ذریعے اس قدر بدل گیا کہ خواتین کو معاشرتی، مذہبی اور ریاستی معاملات میں رائے دینے کا حق ملا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے خواتین سے بیعت لے کر، ان کی رائے کو اہمیت دے کر، اور اُنہیں معاشرتی فیصلوں میں شامل کر کے عورت کے اس حق کو عملی صورت عطا کی۔

خلفائے راشدینؓ کے اَدوار میں بھی خواتین کی مشاورت کو اہمیت دی گئی، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اِسلام میں عورت صرف گھر تک محدود کردار نہیں رکھتی، بلکہ اُسے معاشرتی بھلائی کے فیصلوں میں بھی شریک کیا گیا ہے۔ آج جب مسلمان خواتین ووٹ دینے کے لیے نکلتی ہیں تو اُنہیں فخر ہونا چاہیے کہ اُن کا یہ حق کسی جدید تحریک کا مرہونِ منت نہیں بلکہ اُن کے دین نے اُنہیں صدیوں پہلے یہ مقام عطا کر دیا تھا۔

11) قانونی چارہ جوئی کا حق

اسلام نے عورت کو نہ صرف حقوق عطا کیے ہیں بلکہ ان کے تحفظ کی ضمانت بھی دی ہے۔ اگر کسی خاتون کو اُس کے شرعی یا قانونی حق سے محروم کیا جارہا ہو، یا اُس کے ساتھ کسی بھی قسم کی زیادتی، ناانصافی یا ظلم ہو رہا ہو، تو اسلام اُسے یہ مکمل اِختیار دیتا ہے کہ وہ قانونی راستہ اختیار کر کے اپنا حق حاصل کرے۔

اس سلسلے میں قرآنِ مجید میں حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ نہایت اہمیت کا حامل ہے، جو اپنے شوہر کے غیر شرعی رویئے کے خلاف فریاد لے کر خود حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی عرضداشت کو نہ صرف سنا بلکہ اُس پر قرآن کی آیات نازل فرمائیں۔(28) یہ واقعہ اِس بات کا عملی ثبوت ہے کہ اِسلام میں عورت کو اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی پر آواز اُٹھانے کا پورا حق حاصل ہے۔ اِسی اسلامی اصول کی روشنی میں پچھلے ساڑھے چودہ سو سال سے شریعت کے مطابق چلنے والی تمام اِسلامی ریاستوں میں خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے ریاستی سطح پر مختلف اِقدامات کیے جاتے ہیں۔ ملازمت کے دوران اُجرت میں فرق، جائیداد کے تنازعات، گھریلو تشدد، جنسی ہراسانی یا دیگر مسائل کی صورت میں خواتین کو قانونی مدد حاصل کرنے کا پورا اِختیار حاصل ہے۔

ایک باشعور عورت اگر اپنے حق سے واقف ہو، تو وہ نہ صرف اپنی عزت و وقار کی حفاظت کر سکتی ہے بلکہ ظلم کے خلاف کھڑے ہو کر دوسروں کے لیے بھی مثال بن سکتی ہے۔

حکومتِ پنجاب (پاکستان) نے خواتین کی فوری معاونت کے لیے ایک مفت ہیلپ لائن 1043 قائم کر رکھی ہے، جس پر کال کر کے قانونی، نفسیاتی اور سماجی رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

---

(28) قَدْ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوْلَ ٱلَّتِي تُجَٰدِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيٓ إِلَى ٱللَّهِ وَٱللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَآۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعُۢ بَصِيرٌ ۝١ [المجادلة، 58 : 1]

”بیشک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ سے فریاد کر رہی تھی، اور اللہ آپ دونوں کے باہمی سوال و جواب سن رہا تھا، بیشک اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔“

6. حقوقِ نسواں بارے چند غلط فہمیاں

مغربی دنیا نے بیسویں صدی میں خواتین کو رائے دہی، تعلیم، ملازمت اور سیاسی شرکت جیسے حقوق دینا شروع کیے، جنہیں وہ اپنی فکری جدوجہد کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں یہ تصور عام ہے کہ عورت کو باعزت مقام صرف جدید مغربی تحریکات نے فراہم کیا ہے، اور باقی دنیا، خصوصاً مسلم معاشرے، ابھی تک عورت کو پسماندگی، جبر اور مظلومیت میں جکڑے ہوئے ہیں۔

یہ تصور نہ صرف تاریخی حقائق سے لاعلمی کا غماز ہے بلکہ اِسلام کے عادلانہ اور متوازن نظامِ حیات کے بارے میں گہری غلط فہمی پر مبنی ہے۔ اِسلام نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل عورت کو جو حقوق عطا کیے، وہ نہ صرف اُس وقت دنیا کے کسی بھی نظام میں موجود نہ تھے، بلکہ آج بھی کئی جدید معاشروں میں عورت کو اُس درجے کی عزت، عفت اور تحفظ حاصل نہیں۔

بد قسمتی سے آج حقوقِ نسواں کے نام پر سرگرم بعض حلقے اِسلامی اَقدار کو نظر انداز کرتے ہوئے مغربی ماڈل کو ہی واحد معیارِ ترقی سمجھتے ہیں۔ یہ رُجحان خواتین کے اصل مسائل کے حل کی بجائے ایک مخصوص تہذیبی ایجنڈا کو فروغ دیتا ہے، جس میں عورت کی آزادی کا مطلب اُسے خاندانی، اَخلاقی اور روحانی ذمہ داریوں سے کاٹ کر صرف معاشی پیداواری قوت میں تبدیل کر دینا ہے۔

مغربی معاشروں میں آزادی کے نام پر جو ماڈل اپنایا گیا، اُس نے خاندانی نظام، شرم وحیا اور تربیتِ اولاد کے بنیادی ڈھانچوں کو شدید متاثر کیا ہے۔ متعدد یورپی ممالک میں آج غیر شادی شدہ ماں بننا، بچوں کا اپنے والد سے ناواقف ہونا، اور خاندانی بندھنوں کا کمزور پڑ جانا عام ہوتا جا رہا ہے۔ اُس کے باوجود وہی ماڈل دُنیا پر بطور نمونہ مسلط کیا جا رہا ہے، اور اِسلامی معاشروں پر زور دیا جا رہا ہے کہ وہ بھی اُسی ماڈل کو اپنائیں۔

ایسی سوچ یہ حقیقت نظر انداز کر دیتی ہے کہ عورت صرف ایک معاشی یونٹ نہیں، بلکہ معاشرت، نسل، اور اَخلاق کی محافظ ہے۔ خواتین کو تعلیم، ترقی اور مواقع ضرور دیئے جانے چاہئیں، مگر اُن کی فطری شناخت، عزت اور حیا کے ساتھ۔

اِسلام عورت کو نہ گھر میں قید رکھتا ہے اور نہ ہی بازار کا سامان بننے کی دعوت دیتا ہے۔ وہ عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے رُوپ میں باعزت کردار دیتا ہے، اور اُسے عدل، تحفظ، علم، رائے دہی، اور قانونی چارہ جوئی جیسے تمام حقوق عطا کرتا ہے۔

ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم مغرب کی سائنسی ترقی سے ضرور اِستفادہ کریں، مگر اُس کے ساتھ وابستہ اَخلاقی اِنحطاط سے اپنی نسلوں کو محفوظ رکھیں۔ ہمیں اِس بات کا شعور عام کرنا ہو گا کہ تہذیب صرف لباس یا آزادی کا نام نہیں، بلکہ اصل تہذیب وہی ہے جو عورت کو علم، عِفّت، اَمن اور کردار کا تاج پہنا کر اُسے سماج کا ستون بناتی ہے۔

لومڑی اور گدھے کی مثال

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک لومڑی جنگل میں چلتے ہوئے ایک گہرے گڑھے میں جا گری۔ گڑھا اِتنا گہرا تھا کہ وہ باہر نکلنے کی ہر کوشش میں ناکام ہو رہی تھی۔ کچھ دیر بعد ایک گدھا اُدھر سے گزرا اور اُس نے گڑھے میں جھانکا۔ لومڑی نے اپنی بے بسی چھپانے اور خود کو مطمئن ظاہر کرنے کے لیے دیواروں کو سونگھنا شروع کر دیا، جیسے وہ وہاں کسی نعمت کے مزے لے رہی ہو۔

گدھے نے وجہ پوچھی تو لومڑی نے گڑھے کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے اور کہا کہ یہ جگہ تو گویا آرام، سکون اور خوشی کا مرکز ہے۔ گدھے نے اُس کی باتوں پر اندھا یقین کیا اور اُس کے بہکاوے میں آکر خود بھی گڑھے میں کود پڑا۔ لومڑی نے موقع ملتے ہی گدھے کی پیٹھ پر چڑھ کر گڑھے سے باہر چھلانگ لگا دی اور آزاد ہو گئی، جبکہ گدھا وہیں پھنسا رہ گیا۔

بعض اوقات وہ لوگ یا نظریات جو خود کسی تباہ کن انجام کا شکار ہو چکے ہوتے ہیں، دوسروں کو بھی وہی راستہ اِختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، مگر اُس کے انجام سے آگاہ نہیں کرتے۔ محض اُن کی باتوں کے سحر میں آکر اگر ہم بھی بغیر تحقیق و فہم کے اُن کے نقشِ قدم پر چل پڑیں، تو نقصان ہمارا ہی مقدر بنے گا۔

آج کے دور میں بعض ثقافتی نظریات یا سماجی تحریکیں ظاہری آزادی اور ترقی کے خوبصورت نعرے لگا کر ہمیں اپنی اصل اَقدار سے دُور کرنا چاہتی ہیں۔ ضروری ہے کہ ہم ہر نئی بات یا تحریک کو اُس کے نتائج، مقاصد اور اثرات کی روشنی میں پرکھیں، نہ کہ محض ظاہری دلکشی کی بنیاد پر اُس کا پیچھا کرنا شروع کر دیں۔(29)

1)اِسلام عورت کو گھر میں قید کرتا ہے؟

خاندان کسی بھی معاشرے کی بنیادی اِکائی ہے اور اِسلام کے خاندانی نظام میں مرد اور عورت دونوں کو بنیادی مقام حاصل ہے۔ اِسلام نے جہاں مرد کو "قوّام" (یعنی ذمہ دار) قرار دیا وہیں اُس پر ایسی تمام ذمہ داریاں بھی ڈالی ہیں جو عورت اپنی فطری نزاکت کے باعث ادا نہیں کر سکتی تھی۔ مرد کو قوّام قرار دینے میں عورت کی تحقیر نہیں بلکہ عورت کو تحفظ حاصل ہے کہ اِسلامی نظامِ معاشرت میں مرد وہ ذمہ داریاں زبردستی عورت پر نہیں تھوپ سکتا۔

مغربی معاشروں میں یہ سوچ عام ہے کہ مسلم معاشروں میں خواتین کو گھروں میں قید کر کے رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ اِسلام نے خواتین کو کما کر لانے کی ذمہ داری سے چھٹکارہ دیا۔ اِسلام چاہتا ہے کہ خواتین اپنے بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری نبھائیں، جبکہ مرد اپنی بیوی اور بچوں کی کفالت کی مکمل ذمہ داری اُٹھائے۔ ہاں اُس کے باوجود اگر کوئی خاتون کاروبار یا جاب کرنا چاہتی ہے تو دین اِسلام اُسے اِس بات سے منع نہیں کرتا۔

---

(29) إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلۡفَٰحِشَةُ فِي ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٞ فِي ٱلدُّنۡيَا وَٱلۡأٓخِرَةِۚ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ۝١٩ [القرآن، النُّوْر، 24: 19]

"بیشک جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ (ایسے لوگوں کے عزائم کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

حقیقت یہ ہے کہ عورت کی آزادی کے نام پر مغربی معاشروں میں خواتین کو نوکری کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، جبکہ ہمارے ہاں مرد سارا دن کاروبار یا نوکری کر کے اپنی خواتین کو گھر بیٹھے لا کر کِھلاتے ہیں۔ مغربی معاشروں میں بعض این جی اوز یہ پروپیگنڈا کرتی ہیں کہ پاکستان میں خواتین کو گھروں میں قید رکھا جاتا ہے۔ اِس پروپیگنڈا سے متاثر یورپی اور امریکی خواتین جب امریکہ میں مقیم کسی پاکستانی کو دیکھتی ہیں تو اُن کے ساتھ یہ موضوع زیرِ بحث رہتا ہے۔ امریکہ میں مقیم ایک پاکستانی ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ وہاں کے لوگ اکثر خواتین کی آزادی کے نام پر یہی سوال کرتے ہیں اور وہ اُنہیں یوں جواب دیتے ہیں:

مسافر: "پاکستان میں تو عورتوں کو گھروں میں قید کر کے رکھا جاتا ہے۔"

ڈرائیور: "آپ کے نزدیک ایک اچھی اِزدواجی زندگی کیا ہے؟"

مسافر: "یہی کہ میاں بیوی دونوں کی جاب کی شفٹ کے اَوقات ایک ہی ہوں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ وقت اکٹھے گزار سکیں۔"

ڈرائیور: "ایسی صورت میں آپ کے بچے اکیلے کیسے رہیں گے؟ اُن کی اچھی تربیت کیسے ہو پائے گی؟"

مسافر: "جاب کے اَوقات میں تو بچوں کو ڈے کیئر میں ہی چھوڑنا پڑے گا۔"

ڈرائیور: "کیا یہ ممکن نہیں کہ میاں بیوی میں سے ایک جاب کرے اور دُوسرا بچوں کی نگہداشت اور اچھی تربیت کے لیے گھر پہ رہے؟"

مسافر: "ایسا تو صرف جنت میں ہی ہو سکتا ہے۔"

ڈرائیور: "جسے آپ جنت سمجھتے ہیں وہ پاکستان کے ہر گھر میں موجود ہے۔"

یوں وہ اُس ٹیکسی ڈرائیور نے اُن مسافروں کو لاجواب کر دیتے ہیں۔

2)اِسلام میں مردوں کے لیے چار شادیاں کیوں؟

اکثر مغربی معاشروں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ اِسلام مردوں کو چار شادیاں کرنے کا حکم دیتا ہے۔ کچھ افراد، میڈیا اور مخصوص حلقے اِسلام کو محض ایک صنفی تفریق پر مبنی مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اِسلام نے ایک سے زیادہ شادیوں کو ترغیب نہیں دی بلکہ اُسے ایک مشروط سماجی گنجائش کے طور پر رکھا ہے، ایک ایسی اِجازت جو مخصوص حالات، معاشرتی ضروریات اور اِنصاف کی کڑی شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔

دینی و تاریخی سیاق

اِسلام کوئی پہلا مذہب نہیں ہے جس میں تعددِ ازدواج (ایک سے زیادہ شادیاں) کی اِجازت ہو۔ یہ اِجازت یہودیت، مسیحیت اور ہندومت جیسے مذاہب میں بھی موجود رہی ہے۔ لیکن قرآنِ مجید وہ واحد آسمانی کتاب ہے جو صراحت کے ساتھ کہتی ہے کہ اگر اِنصاف نہ کرسکنے کا اندیشہ ہو تو صرف ایک عورت سے نکاح کرو۔(30) یعنی اِسلام نے بیک وقت ایک سے زیادہ شادیوں کی بذاتِ خود اِجازت نہیں دی، بلکہ اُسے اِنصاف کی شرط سے مشروط کرکے محدود کردیا۔ اِس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ چار شادیاں اِستثناء ہیں، اُصول نہیں۔

---

(30) وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا۟ فِى ٱلْيَتَـٰمَىٰ فَٱنكِحُوا۟ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ مَثْنَىٰ وَثُلَـٰثَ وَرُبَـٰعَ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا۟ فَوَٰحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَلَّا تَعُولُوا۟ ۝٣

[القرآن، النسآء، 4: 3]

”اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں اِنصاف نہ کر سکو گے تو اُن عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لیے پسندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرطِ عدل ہے)، پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (زائد بیویوں میں) عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے (نکاح کرو) یا وہ کنیزیں جو (شرعاً) تمہاری ملکیت میں آئی ہوں، یہ بات اس سے قریب تر ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔“

رسول اکرم ﷺ کی سیرت اِس تصور کی بہترین مثال ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی پوری جوانی (25 تا 50 سال) صرف حضرت خدیجہؓ سے نکاح میں گزاری، حالانکہ اُس وقت تعددِ ازدواج نہ صرف عام تھا بلکہ سماجی طور پر پسندیدہ بھی سمجھا جاتا تھا۔ بعد کی شادیاں آپ ﷺ نے سماجی، اِصلاحی، قبائلی و حکیمانہ مصلحتوں کے تحت کیں۔

تعدّدِ اِزدواج کی حکمت

پرانے معاشروں میں اکثر جنگیں ہوتی تھیں، جن میں مردوں کی بڑی تعداد شہید ہو جاتی تھی، جس کے نتیجے میں خواتین کی تعداد نمایاں طور پر بڑھ جاتی۔ ایسے حالات میں ایک سے زیادہ نکاح کی اِجازت نے بے سہارا خواتین، بیواؤں اور یتیموں کو تحفظ فراہم کیا۔

آج بھی دنیا کے کئی معاشروں میں خواتین کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے۔ ایسے میں اگر دوسری شادی کو کلیتاً ممنوع قرار دے دیا جائے تو بہت سی خواتین اِزدواجی زندگی کے حق سے محروم رہ جائیں گی۔ اِسلام نے اِس ممکنہ مسئلے کے حل کے لیے گنجائش رکھی ہے، مگر اُس کے ساتھ عدل کی شرط سختی سے عائد کی ہے۔

عدل کی شرط: اِجازت کی بنیاد

اگر کوئی شخص بیویوں کے درمیان رہائش، نان و نفقہ، وقت، محبت اور عزت میں عدل نہیں کر سکتا تو اُس کے لیے دوسری شادی جائز نہیں۔ ایسے شخص کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ قیامت والے دن حساب کتاب کے لیے آئے گا تو اُس کا آدھا جسم فالج زدہ ہو گا۔ (31)

---

(31) مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ.

(سنن أبي داؤد، 2/ 242، الرقم/ 2133. سنن الدارمی، 2/ 193، الرقم/ 2206)

”جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی (حق تلفی کرتے ہوئے دوسری کی) طرف مائل ہو تو وہ قیامت کے روز اِس حال میں آئے گا کہ اُس کا ایک پہلو ایک جانب جھکا ہوا ہو گا۔“

بیوہ اور مطلقہ خواتین کا سماجی مقام

ہمارے ہاں بیوہ یا مطلقہ عورت سے شادی کو معاشرتی طور پر معیوب سمجھا جاتا ہے، جو کہ اِسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اِسلام نہ صرف ایسی شادیوں کو جائز بلکہ سماجی ذمہ داری سمجھتا ہے۔ اگر کوئی شخص معاشی طور پر خوشحال ہے اور وہ اپنی پہلی بیوی کو اِعتماد میں لے کر کسی بیوہ یا مطلقہ خاتون سے نکاح کرتا ہے تو وہ ایک خاتون کی زندگی، عزت اور مستقبل کو سنوار سکتا ہے۔

نو مسلم کا بصیرت افروز جواب

ایک یورپی نو مسلم موسیقار سے کسی نے طنزاً پوچھا:

”کیا اسلام قبول کرنے کے بعد آپ چار شادیاں کریں گے؟ کیا یہ عقل میں آنے والی بات ہے؟“

نو مسلم نے سنجیدگی سے جواب دیا:

”آپ کا یہ سوال میرے اِسلام لانے سے پہلے کے طرزِ عمل پر ہونا چاہیے تھا، کیونکہ میں خود نہیں جانتا کہ اِسلام سے پہلے کتنی خواتین سے میرے جسمانی تعلقات رہے؟ مجھے تو یہ علم بھی نہیں کہ اُن میں سے کس سے کتنے بچے پیدا ہوئے؟ اور وہ بچے آج کہاں ہیں؟“

اُس کے بعد اُس نے کہا:

”اِسلام نے مجھ پر کسی بھی عورت سے نکاح کو فرض نہیں کیا، البتہ اگر میں چار نکاح کروں گا تو مجھے ہر بیوی کے ساتھ اِنصاف، کفالت، تربیت اور عزت کا مکمل پابند بنایا گیا ہے۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ میں چار خواتین کو عزت سے گھر دوں، اُن کے بچوں کی تربیت کروں، بجائے اِس کے کہ سینکڑوں عورتوں سے فائدہ اُٹھا کر اُنہیں اور اُن کی اولاد کو بے یار و مددگار چھوڑ دوں؟“

محفل میں سناٹا چھا گیا اور سب نے بصیرت پر مبنی اس جواب کو بے ساختہ سراہا۔

3)عورتیں چار شادیاں کیوں نہ کریں؟

بعض افراد یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر مرد کو بیک وقت چار شادیوں کی اِجازت دی گئی ہے تو عورت کو ایسا کیوں نہیں کرنے دیا گیا؟ خصوصاً جب موجودہ دور میں خواتین بھی تعلیمی، معاشی اور سماجی طور پر خود مختار ہو رہی ہیں۔

اِس سوال کا جواب شریعتِ اسلامیہ کے اُصولی، معاشرتی، فطری اور سائنسی پہلوؤں پر مبنی ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اِسلامی قانون میں تعدّدِ اِزدواج صرف مرد کو مشروط اِجازت کے طور پر دی گئی ہے، کوئی عمومی حکم نہیں۔ اِس کی اِجازت معاشرتی ضروریات، جیسے بیواؤں کی کفالت، بے سہارا خواتین کے تحفظ اور معاشرتی توازن کو مدِ نظر رکھ کر دی گئی ہے۔ تاہم عورت کو بیک وقت کئی شوہروں سے نکاح کی اِجازت نہیں دی گئی، جس کی کئی حکیمانہ وجوہات ہیں۔

1. اولاً: اِسلامی معاشرت میں نسب (خون کے رشتے) کی پہچان بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر عورت بیک وقت کئی مردوں سے نکاح کرنے لگے تو اولاد کے والد کی شناخت غیر یقینی ہو جائے گی، جس سے وراثت، ذمہ داری، شناخت اور خاندانی نظام میں سنگین پیچیدگیاں جنم لیں گی۔ یہ صرف سماجی مسئلہ نہیں بلکہ شرعی، قانونی اور اخلاقی اَقدار کا اِنحطاط بھی ہے۔
2. ثانیاً: عورت کا جسمانی نظام حمل، زچگی، رضاعت اور بچوں کی تربیت سے جُڑا ہوا ہے، جو اُسے یکسوئی، سکون اور جذباتی اِستحکام کا متقاضی بناتا ہے۔ جدید میڈیکل ریسرچ بھی اِس بات کی تائید کرتی ہے کہ ایک سے زیادہ اِزدواجی تعلقات عورت کی جسمانی و ذہنی صحت کو شدید نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اِس کے برعکس مرد کی ساخت اور ذمہ داریاں مختلف ہیں، جو اِسلام میں محدود شرائط کے تحت تعددِ اِزدواج کی گنجائش کا سبب بنتی ہیں۔
3. ثالثاً: اِسلام فرد کی آزادی کو مکمل بے مہار نہیں چھوڑتا، بلکہ اِسلامی تعلیمات معاشرتی نظم و ضبط اور فطری حدود کے اندر رہتے ہوئے اِنسان کو آزادی دیتی ہیں، تاکہ خاندان اور نسل کی پاکیزگی

برقرار رہے۔ بے لگام آزادی آخرکار فطری نظام کو بگاڑ دیتی ہے، جیسا کہ آجکل مغربی معاشروں میں خاندانی اِدارہ شدید بحران کا شکار ہے۔

4. رابعاً: تعددِ اِزدواج کو معاشی خود کفالت سے منسلک کرنا بھی درست نہیں۔ شادی صرف مالی بندھن نہیں بلکہ اَخلاقی، سماجی اور نفسیاتی ذمہ داریوں کا نظام بھی ہے۔ یہ تعلق جذباتی وابستگی، اَخلاقی ہم آہنگی، سماجی نظم اور آئندہ نسلوں کی تربیت جیسے کئی پہلوؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔ فطری طور پر عورت اِن تمام ذمہ داریوں کو ایک سے زیادہ اِزدواجی رشتوں میں یکساں نبھانے کے قابل نہیں بنائی گئی۔

اگر اِن تمام پہلوؤں کو سامنے رکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اِسلام کا یہ حکم محض صنفی اِمتیاز پر مبنی نہیں بلکہ حکمت و فطرت پر مبنی ہے، جس کے پس منظر میں عورت کا تحفظ، وقار اور خاندان کی مضبوطی بنیادی محرکات ہیں۔

فطری حقیقت کی ایک حکیمانہ جھلک

ایک بار ایک نوجوان لڑکی نے ایک بزرگ سے سوال کیا:

”اگر مرد کو بیک وقت چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے تو عورت کو کیوں نہیں؟“

بزرگ نے جواب دینے کی بجائے نرمی سے سوال کیا:

”بیٹی! تمہارا اپنی ساس کے ساتھ گزارہ کیسا ہے؟“

لڑکی نے کچھ جھجکتے ہوئے کہا:

”میری ساس بہت سخت ہیں، ہر بات میں روک ٹوک کرتی ہیں، بس مشکل سے نباہ ہو رہا ہے۔“

بزرگ نے شفقت سے کہا:

''تو سوچو، اگر عورت کو ایک سے زیادہ مردوں سے نکاح کی اجازت دے دی جائے، تو اُس کی ایک سے زیادہ ساسیں ہوں گی۔ کیا وہ اُن سب کے ساتھ زندگی بخوبی گزار سکے گی؟''

لڑکی کو بات سمجھ آگئی۔ اُس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:

''واقعی، ایک ہی ساس میرے لیے کافی ہے۔ ایک شوہر ہی بہتر ہے۔''

4) طلاق کا حق صرف مرد کے پاس کیوں؟

علمِ نفسیات کی رُو سے مرد اور عورت خوشی و غم جیسی کیفیات میں مختلف انداز سے ردِ عمل ظاہر کرتے ہیں۔ عمومی طور پر عورتیں جذبات کو جلدی ظاہر کر دیتی ہیں، جبکہ مرد زیادہ تر اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عورتیں تعلقات اور جذباتی وابستگی کو زیادہ اہمیت دیتی ہیں، اس لیے بعض اوقات حسّاسیت اور بلند توقعات کی وجہ سے اُن کے جذبات جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس، مرد زیادہ مضبوط اَعصاب کے مالک ثابت ہوتے ہیں اور اکثر حالات میں خود کو متوازن رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، البتہ شدید دباؤ یا جذباتی کیفیت میں وہ بھی جذبات کی رو میں آکر فیصلے کر بیٹھتے ہیں، جس کا مظاہرہ بعض اوقات طلاق کی صورت میں دیکھنے کو ملتا ہے۔

اگر عورت کو بھی مرد کی طرح فوری اور بلاواسطہ طلاق کا حق دے دیا جاتا تو ممکن تھا کہ جذباتی کیفیت میں فوری فیصلے کے باعث معاشرے میں طلاق کی شرح بہت بڑھ جاتی اور خاندانی نظام کمزور ہو جاتا۔ اسی حکمت کے تحت اِسلام نے عورت کو براہِ راست طلاق کی بجائے خلع کا حق دیا، جس میں عدالت عورت کو کچھ مہلت اور غور و فکر کا موقع دیتی ہے تاکہ علیحدگی کا فیصلہ جذبات کی بجائے سوچ سمجھ کر کیا جا سکے۔ یوں خاندانی نظام کو ٹوٹنے سے بچایا جا سکتا ہے۔

5) کیا عورت پوری اِنسان نہیں؟ وراثت میں بہن کا حصہ بھائی سے نصف کیوں؟

ایک غلط فہمی یہ پھیلائی جاتی ہے کہ اِسلام میں بہن کو بھائی کی نسبت وراثت میں نصف حصہ ملتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خواتین کو صرف باپ کی وراثت میں سے ہی حصہ نہیں ملتا، بلکہ اُنہیں شوہر کی طرف سے بھی حصہ ملتا ہے، حالانکہ اُن پر گھر کے اَخراجات پورے کرنے کے لیے کما کر دینے کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی۔ اِسلام کے مہیا کردہ خاندانی نظام میں کما کر لانے کی تمام تر ذمہ داری مرد کے ذمہ ہے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ باپ کی طرف سے ملنے والی وراثت میں بھائی کو بہن سے دوگنا حصہ ملتا ہے۔ نیز مرد کو عورت سے دوگنا حصہ صرف اُسی وقت ملتا ہے جب وہ دونوں ایک ہی درجہ (اولاد) میں ہوں۔ دیگر بہت سی صورتوں میں عورت کو مرد کے برابر یا اُس سے زیادہ بھی حصہ مل سکتا ہے، جیسے اولاد کی عدم موجودگی کی صورت میں بیوہ کو شوہر کی جائیداد کا چوتھائی حصہ ملنا۔ بہن کو بھائی کی نسبت کم ملنے والے حصے کو اِس تناظر میں دیکھنا چاہیے کہ وہ اُسے اِس حیثیت میں دیا گیا ہے کہ اُس کے ذمہ کما کر لانے کی کوئی ذمہ داری ہی نہیں ہے۔ ایسا اُصول باپ کی وراثت میں تولا گو ہوتا ہے، تاہم بعض مقامات پر قرآن مجید میں مرد و عورت کے مساوِی حصہ کی نظیر بھی موجود ہے۔

اگر مرنے والے کے والدین زندہ ہوں اور اُس فوت ہونے والے شخص کی اَولاد بھی ہو تو اُس کی ماں اور باپ دونوں کو (برابر طور پر) ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا۔(32) یہاں ماں کو عورت ہونے کی بناء پر باپ سے نصف حصہ نہیں دیا جائے گا۔ اگر عورت آدھی ہوتی تو اُسے یہاں بھی مرد سے آدھا حصہ ملتا۔

اگر مرنے والے کے والدین اور بچوں میں سے کوئی بھی زندہ موجود نہ ہو اور اُس فوت ہونے والے شخص کی ماں کی طرف سے ایک بہن اور ایک بھائی ہو تو اُن دونوں کو (برابر طور پر) ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا۔(33) یہاں بھی بہن کو عورت ہونے کی بناء پر بھائی سے نصف حصہ نہیں دیا جائے گا۔ اگر عورت آدھی

---

(32) وَلِأَبَوَيۡهِ لِكُلِّ وَٰحِدٖ مِّنۡهُمَا ٱلسُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُۥ وَلَدٞۚ. [القرآن، النساء، 4 : 11]

”اور مُورِث کے ماں باپ کے لیے ان دونوں میں سے ہر ایک کو ترکہ کا چھٹا حصہ (ملے گا) بشرطیکہ مُورِث کی کوئی اولاد ہو، پھر اگر اس میت (مُورِث) کی کوئی اولاد نہ ہو۔“

(33) وَإِن كَانَ رَجُلٞ يُورَثُ كَلَٰلَةً أَوِ ٱمۡرَأَةٞ وَلَهُۥٓ أَخٌ أَوۡ أُخۡتٞ فَلِكُلِّ وَٰحِدٖ مِّنۡهُمَا ٱلسُّدُسُۚ.

ہوتی تو اُسے یہاں بھی مرد سے آدھا حصہ ملتا۔

6) کیا عورت پوری اِنسان نہیں؟ عورت کی گواہی مرد سے آدھی کیوں؟

کچھ لوگ عورت کی گواہی کو آدھی قرار دے کر اُسے آدھا اِنسان قرار دیتے ہیں، حالانکہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 282 میں مذکورہ معاملہ صرف مالی لین دین کے مخصوص معاملات کے لیے ہے۔ اِس میں عورت کو مرد سے کمتر یا ”آدھا اِنسان“ قرار نہیں دیا گیا بلکہ اُس وقت کے معاشرتی پس منظر میں مالی اُمور سے عورتوں کی کم واقفیت کی وجہ سے یادداشت کی تقویت اور خواتین کی سہولت کے لیے دو خواتین کا ذکر کیا گیا تاکہ ایک دوسری کو یاد دلادے، جیسا کہ مذکورہ آیت میں ہے۔(34) اِسلام نے عورت کو عدالت میں گواہی کے دوران اپنی ساتھی عورت سے مشورہ کرنے کا حق بھی دیا ہے، جبکہ مرد اگر عدالت میں گواہی کے دوران اپنے ساتھی سے مشورہ کرے تو اُس کی گواہی معتبر نہیں رہتی۔

اسلامی شریعت میں گواہی کا معیار، جنس نہیں بلکہ مہارت اور مشاہدہ ہے۔ چنانچہ خواتین سے متعلقہ معاملات (مثلاً رضاعت، حیض، ولادت، عدت، خلع، نکاح وغیرہ) میں اکیلی عورت کی گواہی بھی کافی مانی گئی ہے۔ اسی طرح حدود و تعزیرات، دیوانی مقدمات اور دیگر معاملات میں بھی عورت کی گواہی قابل قبول ہے، اور کئی فقہا کے نزدیک مرد کے برابر ہے۔

آدھی گواہی کا تصور قرآن کا عمومی اُصول نہیں بلکہ ایک مخصوص معاملے کا وقتی تقاضا ہے، جسے عورت کی کم قدری یا کمتر حیثیت کے ثبوت کے طور پر پیش کرنا قرآن کی غلط تعبیر اور ناانصافی ہے۔

[القرآن، النساء، 4 : 12]

”اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کی وراثت تقسیم کی جا رہی ہو جس کے نہ ماں باپ ہوں نہ کوئی اولاد اور اس کا (ماں کی طرف سے) ایک بھائی یا ایک بہن ہو (یعنی اخیافی بھائی یا بہن) تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے۔“

(34) أَن تَضِلَّ إِحۡدَىٰهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحۡدَىٰهُمَا ٱلۡأُخۡرَىٰ. [القرآن، البقرة، 2 : 282]

”تاکہ اُن دو میں سے ایک عورت (اگر) بھول جائے تو اُس ایک کو دوسری یاد دلا دے۔“

اسلام نے عورت کو نہ صرف گواہی کا حق دیا بلکہ قاضی و مفتی بننے کا بھی حق دیا، جو عورت کی قانونی و علمی اہلیت کی مکمل تائید ہے۔

7) کیا عورت اِس لیے کمتر ہے کہ وہ ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے؟

حقوقِ نسواں کے حوالے سے غلط فہمیوں میں بعض لوگ اِسلام میں عورت کے کمتر ہونے کے حوالے سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں اور اُس حدیثِ مبارکہ کا درست مفہوم نہ سمجھ سکنے والے بہت سے مسلمان بھی اُنہیں اُس کا جواز فراہم کرتے ہیں۔ درحقیقت عورت کے پسلی جیسی ہونے والی حدیث میں عورت کی کمتری یا اُس کے گھٹیا پن کا ذکر نہیں کیا جا رہا، کیونکہ مذکورہ حدیثِ مبارکہ میں پسلی سے تشبیہ دینے سے پہلے اور بعد میں (دونوں طرف کے) اَلفاظ عورت کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دے رہے ہیں۔ حدیثِ مبارکہ کے اَلفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے عورت کو پسلی سے تشبیہ دیتے ہوئے مردوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ عورت کو زبردستی اپنے جیسا سیدھا اور سخت بنانے کی کوشش نہ کرو، بلکہ عورت کی جذباتی فطرت کا ردِ عمل دینے کی بجائے تم اُس کے ساتھ ایڈجسٹمنٹ کرتے ہوئے خوشگوار زندگی گزار سکتے ہو۔ اُس کا ٹیڑھا ہونا ہی اُس کا حسن ہے۔ اگر تم اُسے زبردستی سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی، (یعنی تم اِزدواجی رشتہ ہی توڑ بیٹھو گے)۔(35)

---

(35) من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یؤذی جارہ واستوصوا بالنساء خیرا فانھن خلقن من ضلع وان أعوج شیٔ فی الضلع أعلاہ فان ذھبت تقیمہ کسرتہ وان ترکتہ لم یزل أعوج فاستوصوا بالنساء خیرا. (بخاری، الصحیح، 5 : 1987، رقم الحدیث : 4890)

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ پہنچائے اور خواتین کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو۔ اُنہیں پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی میں سب سے ٹیڑھا حصہ سب سے اُوپر والا حصہ ہوتا ہے۔ اگر تم اُسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو تم اُسے توڑ دو گے اور اگر اُس کے حال پر رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھی رہے گی۔ خواتین کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو۔“

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے مطابق اِس حدیثِ مبارکہ میں ضلع (ٹیڑھ) کا لفظ تمثیل کے طور پر آیا ہے، جس سے عورت کا فطری طور پر جذباتی ہونا مراد ہے۔ یہاں شادی شدہ زندگی کا ایک کامیاب اُصول بتایا گیا ہے۔ اللہ ربّ العزت نے عورت کو مرد کے ساتھی کے طور پر پیدا کیا ہے۔ مصلحت کا تقاضا تھا کہ عورت کے اندر جذباتی مزاج رکھا جائے۔ اُس کا جذباتی مزاج جہاں اُس کی حسِ لطیف کا متقاضی ہے وہیں اُس مزاج کی بنا پر عورت کے اندر برداشت بھی نسبتاً کم ہوتی ہے اور وہ خلافِ مزاج بات پر مرد کی نسبت جلد جذباتی ہو جاتی ہے۔ مرد کو چاہیے کہ جب وہ دیکھے کہ اُس کی بیوی کسی معاملے میں جذباتی ہو رہی ہے تو وہ اُسے اُس کی فطرت سمجھ کر صرفِ نظر کرے۔ اگر وہ اُسے سیدھا کرنے کے چکر میں خود بھی اُسی کی طرح جذباتی ہو جائے گا تو وہ اُس (رشتہ) کو توڑ بیٹھے گا۔ اِسی کو آجکل ہم ایڈ جسٹمنٹ کرنا کہتے ہیں۔ چنانچہ مرد کو چاہیے کہ وہ اِزدواجی زندگی کی کامیابی کے لیے ایسے مواقع پر یکطرفہ طور پر ایڈ جسٹمنٹ کا طریقہ اختیار کرے۔

پسلی اِنسانی جسم کا اہم حصہ ہے جو جسم کے اندرونی اَعضاء کی حفاظت کے لیے بنائی گئی ہے۔ پسلی کا ٹیڑھا ہونا اُس کی خِلقت کی ضرورت ہے۔ پسلی کا حسن اِسی میں ہے کہ وہ ٹیڑھی رہے اور اگر کوئی نادان پسلی کو سیدھا کرنا چاہے تو اُس کی تخلیق کا مقصد ہی ختم ہو جائے گا۔ بس عورت کا ٹیڑھا پن بھی اُسی نوعیت کا ہے۔ عورت کو بھی اپنی تخلیق کے مقاصد پورا کرنے کے لیے ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ کسی عمارت کو خوب صورت بنانے کے لیے جو محرابیں بنائی جاتی ہیں وہ سب ٹیڑھی ہوتی ہیں اور اِسی میں عمارت کا حسن اور مضبوطی ہوتی ہے۔ کوئی ذی شعور یہ کبھی نہیں کہتا کہ عمارت کو خوبصورت بنانے کے لیے اُس کی محرابوں کو سیدھا کر دیا جائے۔ اگر کوئی ایسی کوشش کرے گا تو عمارت ہی ٹوٹ بکھر جائے گی۔ یہی صورت عورت کی ہے کہ اُس کا ٹیڑھا پن ہی اُس کی خوبصورتی اور مضبوطی کا ضامن ہے۔

اِمام احمد بن حنبلؒ نے اپنے بیٹے کو اُس کے نکاح کے موقع پر یہ نصیحت فرمائی تھی:

”عورت کو ٹیڑھی پسلی سے پیدا کیا گیا ہے، اور یہی اُس کی خوبصورتی اور اُس کی طرف کشش کا راز ہے۔

اور یہ عورت کا کوئی عیب نہیں ہے کیونکہ ابرو کی خوبصورتی اُس کے ٹیڑھے پن میں (ہی) ہوتی ہے۔ اگر عورت سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو سختی اور تلخی کے ساتھ اُسے سیدھا کرنے کی کوشش مت کرو، ورنہ وہ ٹوٹ جائے گی اور نوبت طلاق تک جا پہنچے گی۔ اِسی طرح اُسے اِس قدر ڈھیل بھی نہ دے دینا کہ اُس کی ہر غلط اور بے جا بات کو مانتے ہی چلے جاؤ، ورنہ وہ مغرور ہو جائے گی، جو اُس کے لیے (بھی) نقصان کا باعث ہو گا، چنانچہ اُس کے ساتھ ہمیشہ معتدل مزاج رہنا اور حکمت سے معاملات کو چلانا۔"

7. فیمنزم (Feminism): حقیقت، پس منظر اور مسلمان عورت

پاکستانی معاشرے میں معمولی پڑھی لکھی خواتین فیمنزم کو حقوقِ نسواں کی تحریک سمجھتی ہیں، جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ فیمنزم عورت کو اُس کے حقوق دلوانے کی تحریک نہیں بلکہ اُسے مرد کے برابر ثابت کر کے اُسے معاشرتی ذمہ داریوں میں مرد کے برابر ذمہ دار بنانے کی تحریک ہے، جو مختلف جسمانی ساخت کی بناء پر فطری طور پر ناممکن ہے۔

1) فیمنزم کیا ہے؟

فیمنزم دراصل ایک فکری و سماجی تحریک کا نام ہے جس کا دعویٰ یہ ہے کہ عورت کو مرد کے برابر حقوق، آزادی اور سماجی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔ بظاہر یہ نعرہ اِنصاف، مساوات اور آزادی پر مبنی محسوس ہوتا ہے، مگر جب اِس تحریک کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ فیمنزم محض عورت کے حقوق کی بات نہیں کرتا بلکہ رفتہ رفتہ خاندانی نظام، فطری تقسیمِ کردار اور مذہبی اَقدار کو بھی چیلنج کرتا ہے۔ فیمنزم عورت کو اُس کی فطرت، حیاء، مامتا اور گھریلو کردار سے الگ کر کے ایک ایسے مقابلے میں لا کھڑا کرتا ہے جہاں اُس کے لیے مرد ہی معیار بن جاتا ہے، اور عورت کی کامیابی کا پیمانہ فقط مرد کی مشابہت اور برابری قرار پاتا ہے۔

2)فیمنزم کا تاریخی پس منظر

فیمنزم کا ظہور اِسلامی معاشروں میں نہیں بلکہ مغربی تہذیب میں ہوا۔ یورپ میں صدیوں تک عورت کو وراثت، تعلیم، ملکیت اور رائے دہی جیسے بنیادی حقوق حاصل نہیں تھے۔ کلیسائی نظام اور جاگیر دارانہ معاشرے نے عورت کو ایک کمتر مخلوق کے طور پر پیش کیا۔ اِسی پس منظر میں عورتوں نے اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کی، جس کے نتیجے میں فیمنزم کی مختلف لہریں وجود میں آئیں۔ اِبتداء میں یہ تحریک کچھ حقیقی نااِنصافیوں کے ردِعمل میں تھی، مگر وقت کے ساتھ ساتھ اُس نے مذہب بیزاری، جنسی آزادی، خاندانی بغاوت اور صنفی تصادُم کی شکل اِختیار کر لی۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ جن حقوق کے لیے مغرب میں فیمنزم نے جدوجہد کی، وہ حقوق اِسلام نے عورت کو صدیوں قبل عطا کر دیئے تھے۔

3)مسلمان معاشرے فیمنزم سے کیوں متاثر ہو رہے ہیں؟

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلم معاشروں میں فیمنزم کے اَثرات محض کسی فکری کمزوری کا نتیجہ نہیں، بلکہ اُس کے پیچھے بعض داخلی اور خارجی عوامل کارفرما ہیں۔ اگر اُن اَسباب کو سنجیدگی سے سمجھ لیا جائے تو مسئلے کی اِصلاح بھی ممکن ہے۔

اوّل: اسلامی تعلیمات سے عملی دُوری

جب عورت کو اِسلام کی عطا کردہ حقیقی عزت، حقوق اور مقام سے آگاہ نہیں کیا جاتا، یا اُن تعلیمات کو محض کتابوں تک محدود کر دیا جاتا ہے، تو وہ اپنے مسائل کے حل کے لیے متبادل نظریات کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ ایسے میں مغربی فیمنزم کے نعرے، جو بظاہر حقوق اور آزادی کی بات کرتے ہیں، اُسے متاثر کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ اِسلام عورت کو جو متوازن حقوق دیتا ہے، وہ کسی بھی جدید نظریئے سے کہیں زیادہ جامع اور فطرت کے مطابق ہیں۔

دُوم: ثقافتی جبر کو اِسلام سمجھ لینا

کئی مسلم معاشروں میں بعض غیر منصفانہ رسوم، گھریلو زیادتیاں یا سماجی نااِنصافیاں رائج ہو چکی ہیں،

جنہیں نادانستہ طور پر اِسلام کا حصہ سمجھ لیا جاتا ہے۔ جب عورت اُن رویّوں کو دین کے نام پر برداشت کرتی ہے تو اُس کے دل میں دین سے بدگمانی پیدا ہوتی ہے، اور وہ ایسے نظریات کی طرف مائل ہو جاتی ہے جو اُسے اُن پابندیوں سے نجات کا وعدہ کرتے نظر آتے ہیں۔ درحقیقت یہ مسائل اِسلام کے نہیں بلکہ معاشرتی بگاڑ کے مظاہر ہوتے ہیں۔

سوم: میڈیا اور سوشل بیانئے کا دباؤ

جدید میڈیا، بالخصوص مغربی ذرائع اِبلاغ، عورت کی آزادی کو اکثر خاندانی ذمہ داریوں سے بغاوت اور مذہبی قیود سے نجات کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اِس بیانیے میں عورت کی کامیابی کو محض معاشی خودمختاری یا روایات سے اِنکار کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے۔ مسلسل اِس قسم کے پیغامات نوجوان خواتین کے ذہنوں پر اثر انداز ہوتے ہیں، خصوصاً جب اُن کے پاس اِسلامی نقطۂ نظر کی مضبوط فکری رہنمائی موجود نہ ہو۔

چہارم: مردوں کا غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل

یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ بعض معاشروں میں مرد اپنی اِسلامی ذمہ داریوں (جیسے حُسنِ سلوک، عدل، اِحترام اور کفالت) کو نظر انداز کرتے ہوئے خواتین کے ساتھ نااِنصافی، تحقیر یا اِستحصال کا رویہ اپناتے ہیں، جس کا ردِ عمل فطری ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں فیمنزم کی صورت میں خواتین کو ایک اِحتجاجی آواز اور سہارا محسوس ہونے لگتا ہے، حالانکہ اگر اِسلامی تعلیمات پر صحیح معنوں میں عمل ہو تو اِس ردِ عمل کی نوبت ہی نہ آنے پائے۔

مسلم معاشروں میں فیمنزم کا بڑھتا ہوا اثر زیادہ تر اِسلام کی اصل تعلیمات سے دُوری، معاشرتی نااِنصافیوں اور یکطرفہ عالمی بیانئے کا نتیجہ ہے۔ اِس کا حل فیمنزم کی اندھی مخالفت نہیں، بلکہ عورت اور مرد دونوں کو اِسلام کے متوازن نظامِ حقوق و فرائض سے آگاہ کرنا، اور اُسے عملی زندگی میں نافذ کرنا ہے۔

4)فیمنزم اور اِسلام: بنیادی فرق

فیمنزم مساوات (Equality) کا نعرہ لگاتا ہے، جبکہ اِسلام عدل (Justice) کا نظام دیتا ہے۔ اِسلام عورت اور مرد کو برابر نہیں بلکہ متوازن بناتا ہے۔

اِسلام عورت کو:	جبکہ فیمنزم:
• ماں کے روپ میں جنت کا مستحق بناتا ہے۔	• ماں بننے کو بوجھ سمجھتا ہے۔
• بیٹی کو رحمت قرار دیتا ہے۔	• گھر کو قید قرار دیتا ہے۔
• بیوی کو سکون کا ذریعہ کہتا ہے۔	• حیاء کو کمزوری کہتا ہے۔

یہی وہ بنیادی فرق ہے جسے سمجھے بغیر فیمنزم کو "حقوقِ نسواں" کی تحریک سمجھ لیا جاتا ہے۔

5)نوجوان خواتین کو فیمنزم سے متاثر ہونے سے کیسے بچایا جائے؟

نوجوانی فکری تشکیل کا نازک مرحلہ ہوتی ہے۔ اِس عمر میں اگر درست رہنمائی میسر نہ ہو تو ہر پُرکشش نعرہ سچ معلوم ہونے لگتا ہے۔ فیمنزم بھی چونکہ عورت کے حقوق اور آزادی کے نام پر بات کرتا ہے، اِس لیے بہت سی نوجوان خواتین اُس سے متاثر ہو جاتی ہیں۔ تاہم اِس اثر سے بچاؤ سختی یا جبر سے نہیں بلکہ فہم، تربیت اور مثبت متبادل فراہم کرنے سے ممکن ہے۔

اوّل: اِسلامی شناخت اور خود آگاہی کی مضبوطی

نوجوان خواتین کو سب سے پہلے یہ سمجھانا ضروری ہے کہ اِسلام نے اُنہیں بطور عورت کیا مقام دیا ہے۔ جب لڑکی یہ جان لیتی ہے کہ وہ محض کسی کی تابع یا ثانوی مخلوق نہیں بلکہ ایک باوقار اِنسان ہے جس کے حقوق اللہ نے خود متعین کیے ہیں، تو وہ کمتر ہونے کے اِحساس سے نکل آتی ہے۔ مضبوط اِسلامی شناخت اُس کے دل میں اِحساسِ محرومی کی بجائے اِعتماد پیدا کرتی ہے۔

دُوم: حقوق کے ساتھ فرائض کی تعلیم دی جائے۔

فیمنزم عموماً صرف حقوق کی بات کرتا ہے اور ذمہ داریوں کو نظر انداز کر دیتا ہے، جبکہ اِسلام توازن کا دین ہے۔ نوجوان خواتین کو یہ سکھانا ضروری ہے کہ حقوق اور فرائض لازم وملزوم ہیں۔ جو عورت اپنی ذمہ داریوں کو شعوری طور پر قبول کرتی ہے، وہ اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے بھی زیادہ باوقار اور مؤثر انداز اِختیار کرتی ہے۔

سوم: کردار سازی اور اَخلاقی تربیت کو اوّلیت دی جائے۔

محض نظری مباحث نوجوان ذہنوں کے لیے کافی نہیں ہوتے۔ اُنہیں ایسی عملی مثالیں درکار ہوتی ہیں جن میں مضبوط، باوقار اور کامیاب مسلمان خواتین کا کردار سامنے آئے۔ حضرت ہاجرہؑ، حضرت مریمؑ، حضرت خدیجہؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت عائشہؓ جیسی شخصیات، سیرتِ صحابیات، تاریخِ اسلام اور معاصر باعمل خواتین کی زندگیاں نوجوان لڑکیوں کو یہ باور کراتی ہیں کہ عزت اور خود مختاری کا راستہ دین سے ٹکراؤ میں نہیں بلکہ دین کے ساتھ چلنے میں ہے۔

چہارم: جبر کی بجائے مکالمے کو فروغ دیا جائے۔

اگر نوجوان لڑکیوں کے سوالات کو دبایا جائے یا اُنہیں صرف "غلط" کہہ کر خاموش کر دیا جائے تو وہ مزید دُور چلی جاتی ہیں۔ والدین اور اساتذہ کو چاہیے کہ وہ کھلے دل سے مکالمہ کریں، اِعتراضات سنیں، اور دلیل و محبت کے ساتھ جواب دیں۔ مکالمہ اِعتماد پیدا کرتا ہے، جبکہ جبر بغاوت کو جنم دیتا ہے۔

پنجم: میڈیا لٹریسی اور تنقیدی شعور پیدا کیا جائے۔

نوجوان خواتین کو یہ سکھانا ناگزیر ہے کہ ہر میڈیا پیغام غیر جانبدار نہیں ہوتا۔ اُنہیں یہ سمجھایا جائے کہ مغربی بیانیہ کن مقاصد کے تحت عورت کی آزادی کو مخصوص انداز میں پیش کرتا ہے۔ جب لڑکی میڈیا کے پیچھے کار فرما مفادات اور نظریاتی تعصبات کو سمجھنے لگتی ہے تو وہ ہر چمکتی بات سے مرعوب نہیں ہوتی۔

ششم: مردوں کے رویّوں کی اِصلاح بھی لازم ہے۔

یہ حقیقت تسلیم کرنا ہوگی کہ اگر گھروں اور معاشروں میں عورت کو عزت، اِنصاف اور تحفظ نہ ملے تو وہ متبادل نظریات کی طرف جھکے گی۔ اِس لیے نوجوان خواتین کو فیمنزم سے بچانے کے لیے مردوں کی اَخلاقی و دینی تربیت بھی ناگزیر ہے۔ صرف عورت کو نصیحت کرنا کافی نہیں، ماحول کو عادلانہ بنانا بھی ضروری ہے۔

نوجوان خواتین کو فیمنزم سے بچانے کا مطلب اُنہیں خاموش یا محدود کرنا نہیں، بلکہ اُنہیں باشعور، باوقار اور متوازن شخصیت بنانا ہے۔ جب ایک لڑکی اِسلام کو اپنے مسائل کا حل اور اپنی عزت کا ضامن سمجھنے لگتی ہے تو وہ کسی بیرونی نظریئے کی محتاج نہیں رہتی۔

فیمنزم دراصل مغرب کے اپنے مسائل کا حل تھا، جسے عالمگیر سچائی بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ مسلمان عورت اگر اپنے دین، فطرت اور مقام کو پہچان لے تو اُسے کسی درآمد شدہ نظریئے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اِسلام عورت کو دبانے یا آزادی کے نام پر اُس پر مرد کے برابر ذمہ داریاں مسلط کرنے کا قائل نہیں؛ بلکہ اُسے عورت رہتے ہوئے باوقار، محفوظ اور مؤثر بناتا ہے۔ یہی پیغام اِس باب کا خلاصہ ہے کہ عورت بھی اِنسان ہے، مگر اپنی فطرت اور شناخت کے ساتھ۔

باب نمبر 2

عورت کے مختلف رُوپ

اِس باب کا بنیادی مقصد عورت کو یہ اِحساس دلانا ہے کہ اُس کے تمام فطری اور سماجی رُوپ... بیٹی، بہن، بیوی اور ماں... قابلِ عزت اور قابلِ تکریم ہیں۔ اِسلام اُن میں سے ہر رُوپ کو اُس کے دائرۂ کار اور ذمہ داری کے مطابق مقام عطا کرتا ہے۔ اِس باب میں عورت کے ہر رُوپ کے لیے الگ الگ رہنمائی فراہم کی گئی ہے تاکہ وہ ہر مرحلے پر اپنے کردار کو متوازن، مثبت اور کامیاب بنا سکے۔

عورت کے چار بنیادی روپ ہیں:

1. بیٹی　　2. بہن　　3. بیوی　　4. ماں

ویسے تو اِن کے علاوہ بھی (خالہ، چچی، پھوپھو، مامی، ساس، بہو، نند، بھابھی وغیرہ جیسے) بہت سے رشتے ہوتے ہیں مگر بالعموم وہ اِنہی چاروں کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔

سب سے پہلے جب کوئی عورت جنم لیتی ہے تو وہ اپنے والدین کی بیٹی ہوتی ہے، پھر وہ اپنے بہن بھائیوں کی بہن کہلاتی ہے۔ بڑی ہونے پر جب اُس کی شادی ہو جاتی ہے تو وہ اپنے شوہر کی بیوی کہلاتی ہے اور پھر شادی کے کچھ عرصہ بعد ایک دن وہ خود ماں بن جاتی ہے۔ عورت کے یہ سارے رُوپ اِنسانیت کے لیے قابلِ تکریم ہیں۔ 'وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ'... اِسلام اِن میں سے ہر رُوپ کو اُس کے درجہ کے مطابق عزت و شرف عطا کرتا ہے اور مردوں کو اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیتا ہے۔

اِس باب میں ہم دیکھیں گے کہ ایک عورت کے کردار و عمل میں کون کون سی خوبیاں ہوں تو وہ ایک کامیاب بیٹی، کامیاب بہن، کامیاب بیوی اور کامیاب ماں بن سکتی ہے!

کامیاب بیٹی

اپنے ماں باپ کا ادب واِحترام کرنے اور اُن کے ہر حکم کو بجالانے والی بیٹی کو کامیاب بیٹی قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہر بیٹی کو چاہیے کہ اگر وہ دین و دنیا میں کامیاب ہونا چاہتی ہے تو اپنے والدین کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کرے اور اُن کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ اللہ ربّ العزت کے بعد اِنسان پر سب سے زیادہ حق اُس کے والدین کا ہے۔ اِس لیے اللہ تعالیٰ کے بعد ہمیشہ اپنے والدین کے شکر گزار رہیں اور اُن کا حکم بجالائیں۔

باب نمبر 3

شرم وحیاء اور حجاب

اِس باب کا بنیادی مقصد عورت کو شرم وحیاء کی دینی اہمیت اور حجاب کے فوائد سے آگاہ کرنا ہے۔ یہاں یہ واضح کیا گیا ہے کہ حجاب عورت کی کمزوری نہیں بلکہ اُس کی طاقت، شناخت اور تحفظ ہے۔ یہ باب عورت کو اِس فکری مغالطے سے نکالتا ہے کہ حجاب ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے، اور اُسے یہ شعور دیتا ہے کہ اِسلامی حدود میں رہتے ہوئے بھی باوقار، پُراعتماد اور کامیاب زندگی گزاری جاسکتی ہے۔

باب نمبر 4

شادی شدہ زندگی

اِس باب کا بنیادی مقصد عورت کو یہ رہنمائی فراہم کرنا ہے کہ وہ اپنی شادی شدہ زندگی کو محبت، سکون اور باہمی اِحترام کا گہوارہ کیسے بنا سکتی ہے۔ اِس باب میں نکاح، اِزدواجی تعلقات، شوہر کے حقوق، اِختلافات کے حل اور گھریلو زندگی کو جنت کا نمونہ بنانے کے عملی اُصول بیان کیے گئے ہیں تاکہ شادی محض ایک سماجی بندھن نہ رہے بلکہ عبادت اور رحمت کا ذریعہ بن جائے۔

باب نمبر 5

سسرالی رشتے

اِس باب کا بنیادی مقصد عورت کو اُن رشتوں کی اہمیت اور نزاکت سے آگاہ کرنا ہے جو نکاح کے بعد وجود میں آتے ہیں۔ سسرالی رشتے اگر حکمت، صبر اور حُسنِ سلوک سے نبھائے جائیں تو شادی شدہ زندگی سکون کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اِس باب میں ساس، سسر، نند، دیور اور دیگر سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ متوازن رویّہ اپنانے کی عملی رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔

باب نمبر 6

رشتے نبھانا

اِس باب کا بنیادی مقصد عورت کو رشتوں کی قدر و قیمت کا اِحساس دلانا ہے۔ اِسلام میں رشتے جوڑنا ہی نہیں بلکہ اُنہیں نبھانا بھی ایک عظیم دینی فریضہ ہے، جسے "صلہ رحمی" کہا جاتا ہے۔ اِس باب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ برداشت، قربانی اور حُسنِ اَخلاق کے بغیر رشتے قائم نہیں رہ سکتے، اور یہی اَوصاف ایک عورت کو خاندان کی مضبوط بنیاد بناتے ہیں۔

باب نمبر 7

چند بری خصلتیں

اِس باب کا بنیادی مقصد عورت کو اُن منفی اَخلاقی خصلتوں سے آگاہ کرنا ہے جو فرد، خاندان اور معاشرے کو بگاڑ دیتی ہیں۔ غیبت، حسد، بد گمانی، ضد، غصہ اور نکتہ چینی جیسی عادات نہ صرف گھریلو سکون کو ختم کرتی ہیں بلکہ مصطفوی معاشرے کے قیام میں بھی بڑی رکاوٹ بنتی ہیں۔ اِس باب میں اِن خصلتوں سے بچنے کے لیے اَخلاقی تطہیر کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔

باب نمبر 8

سوشل میڈیا اور گھریلو زندگی

اِس باب کا بنیادی مقصد عورت کو سوشل میڈیا کے مثبت و منفی اَثرات سے آگاہ کرنا ہے، خصوصاً اُس کے گھریلو، اِزدواجی اور خاندانی زندگی کے تناظر میں۔ یہاں یہ واضح کیا گیا ہے کہ سوشل میڈیا ایک ذریعہ ہے، مقصد نہیں؛ اگر اُس کا اِستعمال شعوری اور اَخلاقی حدود میں نہ ہو تو یہ گھریلو سکون، باہمی اِعتماد اور اِزدواجی ہم آہنگی کو متاثر کر سکتا ہے۔ اِس باب کا ہدف عورت کو اِس قابل بنانا ہے کہ وہ ڈیجیٹل دنیا میں فعال رہتے ہوئے بھی اپنے گھر، رشتوں اور اَقدار کو مقدم رکھے اور اپنے وقار کا تحفظ کر سکے۔

باب نمبر 9

خواتین کی فقہ

اِس باب میں خواتین سے متعلق فقہی مسائل کو سادہ اور واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اِس میں جسمانی پاکیزگی، حیض، نفاس، اِستحاضہ اور خواتین کی عبادات کے وہ اَحکام شامل ہیں جو مردوں سے مختلف ہیں۔ اِس باب کا مقصد عورت کو دینی اَحکام میں اِعتماد دینا ہے تاکہ وہ عبادات اور روزمرہ زندگی میں شرعی حوالے سے اُلجھنوں کا شکار نہ ہو۔

باب نمبر ۱۰

بننا سنورنا / میک اَپ

اِس باب کا بنیادی مقصد عورت کو بننے سنورنے کے حقیقی مقصد اور اُس کی شرعی حدود سے آگاہ کرنا ہے۔ یہاں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اِسلام زینت سے منع نہیں کرتا بلکہ اِسراف، نمائش اور فتنہ انگیزی سے روکتا ہے۔ اِس باب کا ہدف یہ ہے کہ عورت فیشن کے نام پر بے راہ رِوی سے بچے اور اِسلامی اَقدار کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنی فطری خوبصورتی کو برقرار رکھے۔

باب نمبر 11

چند اہم وظائف

اِس باب میں خواتین کے لیے چند منتخب اور آزمودہ وظائف پیش کیے گئے ہیں جو گھریلو، اِزدواجی اور ذاتی مسائل میں روحانی سہارا فراہم کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ محض وظائف پڑھ لینا کافی نہیں، بلکہ خلوصِ نیت، اللہ تعالیٰ پر کامل توکل اور مخلوقِ خدا کے ساتھ حُسنِ سلوک کسی بھی روحانی عمل کی قبولیت کے لیے بنیادی شرط ہے۔ (یہ وظائف شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کتاب ”الفیوضاتُ المحمدیہ“ سے اخذ کیے گئے ہیں۔)

مصادر و مراجع

1-القرآن الحکیم

2-صحیح بخاری

3-صحیح مسلم

4-سنن ابی داؤد

5-سنن نسائی

6-سنن ترمذی

7-سنن ابن ماجه

8-مسند احمد بن حنبل

9-صحیح ابن حبان

10-الأدب المفرد للبخاري

11-العجم الکبیر للطبرانی

12-المعجم الاوسط للطبرانی

13-شعب الإیمان للبیهقي

14-مسند الشهاب للقضاعي

15-الجامع الصغیر للسیوطی

16-کنز العمال للهندي

17-السنن الکبریٰ للبیهقي

18-سنن دارقطنی

19-الفتاویٰ الهندیة

20-الفیوضاتُ المحمدیة

21-کتابِ مقدس

22-تمدنِ عرب

23-منوسمرتی، ادھیائے

24- گستاؤلی بان، تمدنِ ہند۔ ترجمہ از سید علی بلگرامی

25- نکاحِ آریہ، از ابوالوفاء ثناءاللہ امرتسری

26- تاریخِ اَخلاقِ یورپ

27- اِسلام اور عورت اَز مولانا محمود الرشید حدوٹی

28. *The Jewish Enclyclopedia*

29. *The First Epistle to Timothy*

30. www.bbc.com

فہرست تصانیف از عبد الستار منہاجین

1۔ جدید مسائل کا اِسلامی حل: اِسلام کیا کہتا ہے؟

2۔ فکری مسائل کا اِسلامی حل: اِسلام کیا کہتا ہے؟

3۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری: تنقید، کارنامے، تاثرات

4۔ کامیاب زندگی: دورِ نوبلوغت کے سوالات

5۔ کامیاب عورت: خوشگوار شادی شدہ زندگی کیلئے بہترین تحفہ

6۔ 63 آدابِ زندگی: کامیاب زندگی کیلئے بہترین لائحہ عمل

7۔ اِسلام کے 5 ستون

8. *5 Pillars of Islam*

بچوں کیلئے سبق آموز کہانیاں

9۔ غصہ: عقل کا دشمن

10۔ غرور کا سر نیچا

11۔ غیبت

12۔ ضدی لڑکا

13۔ پریشانی

14۔ چوری

15۔ ہمسائے کے حقوق

16۔ راستے کا پتھر

17۔ والدین کی اِطاعت

مفت ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے وزٹ کریں:

www.MinhajBooks.com

مکمل کتاب کی خریداری کے لیے رابطہ فرمائیں

منہاج القرآن پبلی کیشنز، 365-ایم ماڈل ٹاؤن لاہور 0322-438 4066

منہاج القرآن مرکزی سیل سنٹر، 365-ایم ماڈل ٹاؤن لاہور 0309-741 7163

منہاج القرآن پبلی کیشنز، چیٹر جی روڈ، اُردو بازار لاہور 0335-219 9191

منہاج القرآن پبلی کیشنز، انڈیا +91-98989 63623

www.minhaj.biz

عبد الستار منہاجین کی دیگر تصانیف